(بارھواں شمارہ)

انعامی سلسلہ
ترغیبِ مطالعہ پروگرام

گوھرِ حکمت

ولایتِ حضرتِ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

یا فاطمة الزهراء

عالیہ

طیبہ

بتول

سیّدہ

عالمہ

التماس سورہ فاتحہ برائے مرحوم ولایت حسین اے وی ڈی

Green Island Publications
(A Project of GIT®)
Karachi - Pakistan

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گوہرِ حکمت (بارہواں شمارہ)

ولایت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا

ناشر: گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نام کتاب	:	گوہرِ حکمت ۔ ولایت حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا
تأليف	:	علامہ عبد الحسین الامینیؒ
تصحیح و ترتیب	:	حجۃ الاسلام مولانا غلام رضا روحانی
کمپوزنگ	:	سیّد شاہ میر شاہ
تاریخ اشاعت	:	ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ
پیشکش	:	گرین آئی لینڈ یوتھ فورم (GIYF)
ناشر	:	گرین آئی لینڈ پبلیکیشنز (GIP)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خَيْرُ إِخْوَانِكَ مَنْ نَسِيَ ذَنْبَكَ وَذَكَرَ إِحْسَانَكَ إِلَيْهِ

تمہارا بہترین (دینی) بھائی وہ ہے جو اپنے بارے میں تمہاری خطاؤں کو بھول جائے اور اپنے اوپر تمہاری نیکیوں کو یاد رکھے۔

(بحار الأنوار، جلدی ۷۵، ص ۳۷۹)

التماسِ سورۂ فاتحہ

- مرحومہ اشرف النساء بنت بچو بھائی
- مرحومہ سکینہ بائی زوجہ عبدُ الحسین راجانی
- مرحومہ ممتاز بانو زوجہ اقبال علی لیلانی
- مرحومہ آمنہ بائی بنت محمد حسین دیوجانی
- مرحومہ شیرین بنت کانجی زوجہ شیر علی پیر بھائی
- مرحومہ سکینہ حسین علی
- مرحومہ مونا فاطمہ حسین علی
- مرحومہ شیرین بائی بنت یوسف جعفر
- مرحومہ زہرا بائی بنت غلام حسین کریم بھائی
- مرحومہ سکینہ بائی بنت عبداللہ
- مرحومہ سائرہ خاتون بنت زاہد حسین
- مرحومہ شہر بانو بنت تار محمد
- مرحوم رمضان علی مرچنٹ ابن رحمت اللہ ابراہیم
- مرحوم اکبر علی سومانی
- مرحوم یوسف علی ابن یوسف جعفر
- مرحوم لیاقت علی فضل
- مرحوم یوسف جعفر
- تمام مرحوم مومنین اور مومنات
- مرحوم عبدُ الحسین راجانی
- مرحوم عامر علی ابن یوسف جعفر
- مرحوم احمد علی ابن غلام محمد ہیمانی
- مرحوم شیر علی ابن نور محمد پیر بھائی
- مرحوم رحمت اللہ مکھی
- مرحوم محمد حسین
- مرحوم رفیق حسین ابن محمد حسین دیوجانی
- مرحوم غلام عباس ابن قاسم علی فرشتہ
- لمڑی والا خاندان کے تمام مرحومین
- لاکھانی خاندان کے تمام مرحومین
- علی عباس خاکو کے تمام مرحومین
- دیوجانی خاندان کے تمام مرحومین
- پنجوانی خاندان کے تمام مرحومین
- غلام محمد مہر علی ہیمانی کے خاندان کے تمام مرحومین
- بندۂ خدا کے خاندان کے تمام مرحومین
- بندۂ خدا کے خاندان کے تمام مرحومین
- بندۂ خدا

فہرست

پیش لفظ ۵
ولایتِ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا قرآن کی روشنی میں - پہلی آیت ۶
دوسری آیت ۹
تیسری آیت ۱۰
چوتھی آیت ۱۲
پانچویں آیت ۱۳
چھٹی آیت ۱۷
ساتویں آیت ۱۹
باب دوم: فاطمہ سلام اللہ علیہا حدیث کی روشنی میں ۲۱
پہلا موضوع: فاطمہ سلام اللہ علیہا، علت خلقتِ کائنات ۲۲
دوسرا موضوع: نام فاطمہ سلام اللہ علیہا ساق عرش اور درِ جنت پر ۲۳
تیسرا موضوع: بہشت میں تصویرِ فاطمہ سلام اللہ علیہا ۲۷
چوتھا موضوع: فاطمہ سلام اللہ علیہا، راہ ہدایت ۲۸
پانچواں موضوع: حب و بغض فاطمہ سلام اللہ علیہا، حب و بغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے ۳۰
چھٹا موضوع: فاطمہ سلام اللہ علیہا عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں ۳۳
ساتواں موضوع: فاطمہ سلام اللہ علیہا، رکن علی علیہ السلام ہیں ۳۵
آٹھواں موضوع: فاطمہ سلام اللہ علیہا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۳۸
نواں موضوع: فاطمہ سلام اللہ علیہا محدّثہ ہیں ۴۲
دسواں موضوع: بہشت، شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے ہے ۴۵
گیارہواں موضوع: چودہ معصومین علیہم السلام کی خلقت ایک نور سے ہوئی ۴۹
بارہواں موضوع: چودہ معصومین علیہم السلام کی ولایت ایک ہے ۵۴
تیرہواں موضوع: بہشت میں پنجتن پاک علیہم السلام کا مرتبہ ۶۲
چودہواں موضوع: بہشت میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ورود کی شان ۶۴
پندرہواں موضوع: جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر صلوات بھیجنے کی فضیلت ۶۶
چالیس فضائل ۶۸

پیش لفظ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کتب بینی اور مطالعہ کا شوق قوموں کی ترقی میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اقوامِ عالم میں جس انداز سے یہ شوق اپنی جگہ بنا چکا ہے، اس اعتبار سے ہماری قوم کو ابھی بہت محنت کرنا ہے۔ البتہ یہ بات عرض کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ اس سلسلے میں مختلف اداروں نے کام شروع کر دیا ہے۔ ''گوہر حکمت'' کے نام سے ترغیبِ مطالعہ کا یہ سلسلہ بھی ایسی ہی ایک چھوٹی سی کوشش ہے تا کہ قوم میں شوقِ مطالعہ اُجاگر کیا جائے۔

گرین آئی لینڈ یوتھ فورم کی خواہش ہے کہ بچوں اور نوجوانوں میں شوقِ مطالعہ کو فروغ دینے کے لئے اپنی سعی و کوشش ضرور کی جائے۔ اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہوئے اس بار معروف کتاب ''الغدیر'' کے مصنف، فخرِ تشیع حضرت آیت اللہ علامہ امینی کی کتاب ''حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا'' کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ یہ کتاب علامہ امینی کی تقاریر ہیں جنہیں ان کے فرزند نے کتابی صورت میں فارسی اور اردو میں شائع کروایا۔ اردو دان طبقے کے لئے زبان کی سلاست کے پیش نظر اصل متن سے تقابل کرتے ہوئے بعض مقامات پر اردو ترجمے میں کچھ اصلاحات بھی کی گئی ہیں اور مطالعے میں آسانی کے عنصر کو مدنظر رکھتے ہوئے حوالہ جات کو شائع نہیں کیا گیا۔

غور طلبی کے عنصر کو باقی رکھنے کے لئے مختصر کتابچے کی صورت میں کچھ سوالات بھی دیئے گئے ہیں جن کے جوابات دینے والے انعامات بھی حاصل کریں گے تا کہ دورانِ مطالعہ ان سوالات کے جوابات کو حاصل کرنے کے لئے توجہ بھی باقی رہے۔

کمسن نوجوانوں کے شوق کو دیکھتے ہوئے کم از کم ۱۲ سال کی عمر تک کے لڑکوں اور لڑکیوں کو اس پروگرام میں شمولیت کا اہل قرار دیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ عمر کی حد ہٹا کر ہر عمر کے مرد و خواتین کو اس پروگرام میں شرکت کی دعوت دی گئی ہے۔

برادران ارجمند قبلہ مولانا مصطفیٰ علی وکیل، مولانا قمر علی لیلانی اور مولانا مجتبیٰ حسن جیوانی صاحبان کا میں نہایت ہی شکر گزار ہوں کہ جنہوں نے نہ صرف اس پراجیکٹ کو مکمل طور پر سنبھالا بلکہ نہایت ہی خوبصورتی اور نفاست کے ساتھ اس مشکل کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

خداوند متعال سے دعا گو ہوں کہ وہ ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور ہم سب کو ناصرانِ امام علیہ السلام میں شامل فرمائے۔

والسلام

غلام رضا روحانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولایتِ حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا قرآن کی روشنی میں

پہلی آیت

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا﴾

﴿احزاب (۳۳):۳۳﴾

"اے (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) اہلبیت، خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ (ہر طرح کی) برائی کو تم سے دور رکھے اور تمہیں ویسا پاک و پاکیزہ رکھے جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے۔"

بعض حضرات کا خیال ہے کہ اہل بیت علیہم السلام میں ازواج بھی شامل ہیں کیونکہ یہ آیت ان دو آیتوں کے درمیان ہے جو ازواج سے متعلق ہیں۔ حقیقت کو جاننے کے لئے ضروری ہے کہ آیت پر پانچ رخ سے نظر کریں:

۱) اس آیت کی شان نزول کے بارے میں ارشادِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہے؟

۲) اس بارے میں ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتی ہیں۔ کیا ان میں سے کسی نے دعویٰ کیا ہے کہ اس آیت میں ازواج بھی شامل ہیں؟

۳) حضرت علی علیہ السلام یا آپ کی اولاد نے اس آیت سے کیا استدلال کیا ہے؟ کیا انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیت صرف ہم اہلبیت علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے؟

۴) آیت تطہیر کی شان نزول کے بارے میں اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا فرماتے ہیں؟

۵) اس بارے میں مفسرین و مُحدّثین کی کیا رائے ہے۔ کیا ان میں سے کسی نے کہا ہے کہ آیت تطہیر کا تعلق ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے؟

آیت تطہیر اور ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس آیت کی شان نزول سے متعلق وارد ہونے والی متواتر روایتیں اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ آیت تطہیر، جناب ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کے گھر میں نازل ہوئی تھی اور اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام موجود تھے۔ جناب ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا نے چادر میں داخل ہونا چاہا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کر دیا اور فرمایا: "تم

داخل نہ ہو کیونکہ یہ آیت ہم پنجتن علیہم السلام سے مخصوص ہے۔ البتہ تم خیر پر ہو"۔

جن صحابہ نے اس کی روایت کی ہے اور ان کی روایتیں متواتر ہیں، حسب ذیل ہیں:

۱) سعد بن وقاص ۲) انس بن مالک ۳) ابن عباس ۴) ابوسعید خدری

۵) عمر بن ابی سلمہ ۶) واثلہ بن اسقع ۷) عبداللہ بن جعفر ۸) ابوحمراء ہلال

۹) عائشہ ۱۰) ام سلمیٰ ۱۱) ابوہریرہ ۱۲) معقل بن یسار

۱۳) ابوطفیل ۱۴) جابر بن عبداللہ انصاری ۱۵) ابوبرزہ اسلمی ۱۶) مقداد بن اسود

ان سب کا کہنا ہے کہ آیت تطہیر ام سلمیٰؓ کے گھر نازل ہوئی تھی اور یہ پنجتن پاک علیہم السلام سے مخصوص ہے۔ ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کوئی بھی اس میں شامل نہیں ہے۔

مذکورہ اصحاب کے علاوہ تقریباً تین سو بزرگان نے جن کا تعلق مختلف صدیوں سے ہے یہی بات کہی ہے اور میں نے اپنی کتاب "الغدیر" میں ان تین سو افراد کو مع توثیق کے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

آیت تطہیر کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میری، علی علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، اور حسنین علیہما السلام کی شان میں۔"

لہٰذا جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام آیت تطہیر میں شامل اور اہل بیت علیہم السلام میں داخل ہیں۔ ان سب باتوں کے علاوہ حقیقت کو واضح کرنے کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور اہم کام انجام دیا جس کو ۹ صحابہ نے اس طرح نقل کیا ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (تقریباً زندگی کے آخری ایام تک) جب نماز صبح کے لئے مسجد تشریف لے جاتے تھے تو پہلے در فاطمہ علیہا السلام پر آتے تھے اور فرماتے تھے:

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَهْلَ الْبَیْتِ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا" اے (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے) اہلبیت علیہم السلام تم پر سلام، خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم سے (ہر طرح کی) برائی کو دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا پاک و پاکیزہ رکھے۔

ایک راوی کا کہنا ہے کہ میں چھ مہینے مدینہ میں تھا اور ہر روز اس واقعہ کا مشاہدہ کرتا تھا۔

دوسری روایت میں ایک اور راوی کا بیان ہے کہ میں نو مہینے مدینہ میں تھا اور ہر روز اس منظر کو دیکھتا تھا۔

ایک اور روایت میں راوی کا کہنا ہے کہ میں بارہ مہینے مدینہ میں تھا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس طرز عمل کا روزانہ مشاہدہ کرتا تھا اور اس کا سلسلہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام تک رہا۔

مذکورہ روایات سے بخوبی واضح ہو گیا کہ آیت تطہیر، خانہ جناب فاطمہ علیہا السلام اور وہاں موجود افراد سے مخصوص ہے۔ ایک مدت تک روزانہ در فاطمہ علیہا السلام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنے کا مقصد بھی یہی تھا کہ اگر کسی نے آپ کی باتوں کو روز گذشتہ نہیں سنا تو آج سن لے اور اگر آج نہیں تو کل اور اگر کل نہیں تو آنے والے دنوں میں سن لے۔ اس کا

نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ میں موجود اصحاب اور دوسرے شہروں سے آنے والے مسافرین تک آگاہ ہوگئے کہ آیت تطہیر صرف اور صرف خاندان پیغمبر (پنجتن پاک علیہم السلام) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

آیت تطہیر اور ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیانات

یہاں اس بات کی وضاحت کی جائے گی کہ ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ آیت تطہیر ان کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ شیعوں نے ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ جن میں ام سلمیٰؓ بھی ہیں کئی روایتیں نقل کی ہیں جن کو اہلسنت نے صحیح قرار دیا ہے۔ ان ہی روایتوں میں سے ایک روایت میں، جس کو فریقین (یعنی شیعہ و سنی) نے تسلیم کیا ہے، ام سلمیٰؓ خود فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیت تطہیر کے متعلق سوال کیا کہ یہ کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہما السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور تم (ام سلمیٰؓ) اس میں شامل نہیں ہو۔

ام سلمیٰؓ، جو ازواج رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا کے بعد مرتبہ کے لحاظ سے سب سے بالاتر تھیں وہ خود ہی اعلانیہ طور پر اس بات کا اقرار کر رہی ہیں کہ اس آیت میں نہ تو میں شامل ہوں نہ ہی دیگر ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہ بات بھی نہایت ہی واضح ہے کہ یہ آیت اگر ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہوتی تو یقیناً جناب عائشہ (جنگ جمل میں) اونٹ کی پیشانی پر لکھ دیتیں اور اس سے استدلال کرتیں۔ اس سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ازواج پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے کسی نے بھی کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ یہ آیت ان کی شان میں نازل ہوئی تھی۔

آیہ تطہیر اور اقوال ائمہ اطہار علیہم السلام و حضرت زہرا سلام اللہ علیہا

امیر المومنین علیہ السلام، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، امام حسن علیہ السلام، امام حسین علیہ السلام، امام زین العابدین علیہ السلام، امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام نے فخر و مباہات کے مقامات پر اسی آیت سے استدلال کیا ہے اور اپنی بات کے ثبوت میں اسی کو بطور دلیل پیش کیا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے شوریٰ میں اپنے حق کے اثبات کے لئے اسی آیت سے استدلال کیا تھا اور سوال کیا تھا کہ کیا آیت تطہیر ہماری شان میں نازل نہیں ہوئی ہے؟ اور اس وقت سارے صحابہ نے جواب دیا تھا کہ بے شک یہ آپ علیہ السلام ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

آیت تطہیر اور بیانات صحابہ

جیسا کہ ابتدا میں بیان کیا جا چکا ہے کہ سارے صحابہ اور تابعین کا کہنا ہے کہ آیت تطہیر پنجتن پاک علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ صرف عکرمہ کا کہنا ہے کہ چونکہ آیت تطہیر کے ماقبل و مابعد آیتوں میں مونث کی ضمیر ہے لہٰذا اس

کی بھی ضمیر مؤنث میں بدل جائے گی۔

مفسرین و مُحدّثین مذکورہ روایت کی تحقیق کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ سند عکرمہ معتبر نہیں ہے اور نہ ہی اس کا یہ استدلال صحیح ہے کہ چاہے آیت تطہیر میں مذکر کی ضمیریں ہیں لیکن چونکہ اس آیت کے پہلے اور بعد کی آیتوں میں مؤنث کی ضمیریں ہیں لہٰذا یہ ضمیریں بھی مونث میں بدل جائیں گی۔ اس طرح گویا تمام اصحاب بھی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت ازواج سے متعلق نہیں ہوسکتی۔

نتیجہ

اگر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں آیت تطہیر کے علاوہ کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتی تو یہی آپ کی عصمت کے ثبوت کے لئے کافی ہے۔ اور مقام عصمت، منصب ولایت میں سے ایک ہے۔ اسی وجہ سے ہم کوئی معصوم نہیں دیکھتے جو ولی نہ ہو۔

ابتدائے خلقت آدم علیہ السلام سے خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جو شخص معصوم ہے وہ یا تو ولی ہے یا پیغمبر ہے یا امام ہے یا صدیق ہے اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا زہرا بھی ان ہی میں سے ایک ہیں۔

دوسری آیت

﴿ فَقُلْ تَعَالَوا نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَائَكُمْ وَ نِسَائَنَا وَنِسَائَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَةَ اللهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ﴾

﴿ آل عمران (۳):۶۱ ﴾

"تو (اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہہ دیجئے کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنے نفسوں کو بلائیں اور تم اپنے نفسوں کو، اس کے بعد ہم سب مل کر خدا کی بارگاہ میں گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا لعنت کریں۔"

یہ آیت واضح لفظوں میں اعلان کر رہی ہے کہ جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ کیا تو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھیں اور یہ ایسی مقدس ذات ہے جس کو چار معصوموں علیہم السلام کے درمیان رکھا۔ دو معصوم ابنائنا یعنی حسنین علیہما السلام اور دو معصوم انفسنا یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی اور ایک معصومہ نسائنا جوان کے درمیان ہیں۔ یہاں "نسائنا" سے مراد ان ہی کی ذات ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ نجران کے نصاریٰ سے مباہلہ کوئی آسان کام نہیں تھا۔ کوئی عام مرد یا عورت نہ ہی اس

مباہلہ کا اقدام کر سکتے تھے اور نہ ہی مقابل کو مغلوب و رسوا، کیونکہ ایسے معرکہ کو صرف پاک و پاکیزہ اور برگزیدگان سر کرتے ہیں کہ جن میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی ہیں۔

حاکم نیشا پوری کہتے ہیں: تفسیر کی کتابوں میں ابن عباس وغیرہ سے متواتر روایتیں وارد ہوئی ہیں کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مباہلہ کے دن علی علیہ السلام و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کو پیچھے رکھا اور پھر فرمایا: یہ میرے فرزند، نفس اور عورتیں ہیں، تم بھی اپنے فرزندوں، نفسوں اور عورتوں کو لے آؤ تا کہ ایک دوسرے پر نفرین کریں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجیں۔

تیسری آیت

﴿فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنۡ رَبِّهٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ﴾

﴿بقرہ (۲): ۳۷﴾

''پھر آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے چند الفاظ سیکھے تو خدا نے ان کی برکت سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔''

اس آیت کے ذیل میں بڑی اہمیت کی حامل روایتیں وارد ہوئی ہیں۔ اگر انسان اس آیت اور ان روایات پر غور کرے تو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا خلقت کائنات کی علت وسبب ہیں یعنی جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام سبب خلقت کائنات ہیں اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا زہرا بھی ہیں اور یہ بعید از عقل بات ہے کہ کوئی ہستی سبب خلقت ہو اور اس کے پاس ولایت نہ ہو۔

اس سلسلہ کی دو روایتیں پیش خدمت ہیں۔ ایک امیر المومنین علیہ السلام سے اور دوسری ابن عباس سے۔

جو روایت امیر المومنین علیہ السلام سے منقول ہے اور اس کو کئی حفاظ اہلسنت نے ذکر کیا ہے یہ ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ''فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنۡ رَبِّهٖ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ'' کے معنی پوچھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب خداوند عالم نے آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اور جناب حوا سلام اللہ علیہا کو جدہ میں اتارا اور آدم علیہ السلام ایک مدت تک روتے رہے تو اللہ تعالی نے جبرائیل علیہ السلام کو ان کے پاس بھیجا اور انہوں نے حضرت آدم علیہ السلام تک خدا کا پیغام پہنچایا، اے آدم علیہ السلام! کیا میں نے اپنے دست قدرت سے تم کو پیدا نہیں کیا اور حوا سلام اللہ علیہا کو تم سے منسلک نہیں کیا؟ آدم علیہ السلام نے عرض کی: ہاں۔ خطاب ہوا پھر یہ گریہ کیسا؟ عرض کیا: کیوں گریہ نہ کروں جب کہ تیرے جوار رحمت سے دور کر دیا گیا ہوں۔ ارشاد الٰہی ہوا: ''ان کلمات کو وسیلہ بناؤ کہ خدا ان کے ذریعہ توبہ قبول اور گناہ معاف کر دیتا ہے، آدم کہو خدایا تو پاک و پاکیزہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں نے غیر مناسب عمل انجام دیا اور اپنے آپ پر ظلم کیا بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ کو بخش دے کیونکہ تو غفور و رحیم ہے۔''

یہ ہیں وہ الفاظ جو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سیکھے تھے۔ ان الفاظ سے خدا نے آدم علیہ السلام کو تسلی دی کہ اگر تم جوار رحمت سے دور ہو گئے ہو تو کیا ہوا یہ الفاظ تم کو جوار رحمت سے قریب اور محروم نعمتوں کا جبران کر دیں گے۔

اس سلسلہ کی دوسری روایت جو ابن عباس سے منقول ہے یہ ہے:

''خدا نے آدم علیہ السلام کو جب خلق کیا اور ان کو چھینک آئی تو انہوں نے الہام الٰہی سے ''الحمد للہ رب العالمین'' کہا خدا نے جواب میں فرمایا ''یر حمک ربک'' خدا کی تم پر رحمت ہو۔ پھر جب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو ان کو تھوڑا احساس کبر ہوا اور فخریہ لہجہ میں کہا: خدایا: کیا تو نے ایسی مخلوق خلق کی ہے جو تیرے نزدیک مجھ سے زیادہ محبوب ہو؟ اس سوال کی تین بار تکرار کی مگر کوئی جواب نہیں آیا تو انہیں احساس ہوا کہ میں نے کہیں بے محل سوال تو نہیں کر دیا۔ اتنے میں ارشاد الٰہی ہوا: اے آدم علیہ السلام تم سے محبوب تر مخلوق میرے پاس ہے کہ اگر ان کو خلق نہ کرنا ہوتا تو تم کو پیدا نہ کرتا۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی: معبود ذرا ان کا دیدار کرا دے۔ اس وقت فرشتوں کو وحی ہوئی کہ وہ پردے اٹھا دیں۔ (بے شک خدا پردہ غیب میں کچھ ایسے افراد کو رکھتا ہے جو آدم علیہ السلام و اولاد آدم کی تربیت کا ذریعہ ہیں) جیسے ہی پردہ اٹھا تو پشت پردہ سے پانچ صورتیں ظاہر ہوئیں جو عرش الٰہی کے سامنے کھڑی تھیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی: پروردگار یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ میرا نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، یہ اسکا چچازاد بھائی علی علیہ السلام ہے، یہ اسکی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے اور یہ دو حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام پسران علی علیہ السلام و فرزندان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ اے آدم علیہ السلام! یہ افراد بلند مقام پر فائز ہیں اور ان کے درجات بہت بلند ہیں اور تمہارا مرتبہ ان سے کم ہے۔

پھر جب آدم علیہ السلام ترکِ اولیٰ کے مرتکب ہوئے تو عرض کی: اے پروردگار! بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام دست بدعا ہوں کہ میری خطا معاف کر دے۔ اس پر خدا نے ان کی دعا قبول کی۔ یہ ہیں اس آیت کے معنی جس میں ارشاد الٰہی ہوتا ہے آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے چند الفاظ سیکھے جن کی برکت سے خدا نے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول کی۔''

اس کے بعد ابن عباس کہتے ہیں کہ پیغمبر کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب آدم علیہ السلام زمین پر آئے تو اپنے لئے ایک انگوٹھی بنائی جس پر ''محمد رسول اللہ و علی أمیر المؤمنین'' کندہ کیا اور ''ابومحمد'' کنیت ہوئی۔

علمائے اہلسنت میں اہم شخصیت کے حامل حافظ ابن نجار نے ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے کہ:

''میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ وہ کون سے الفاظ تھے جن کو آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سیکھا تھا اور ان کی برکت سے خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وہ الفاظ جن کے ذریعہ توبہ قبول کرنے کی درخواست کی تھی یہ ہیں: بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام میری توبہ قبول فرما۔ پس خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔'' اس روایت کو سیوطی نے درمنثور میں، بدخشانی نے ابن نجار اور حافظ کبیر دار قطنی سے اور ابن مغازلی نے اپنی مناقب میں اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔

مذکورہ تمام باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات بہ آسانی کہی جاسکتی ہے کہ اس آیت سے بھی یہی استفادہ ہوتا ہے کہ جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام سبب خلقت کائنات اور ''ولیۃ اللہ'' تھیں۔

چوتھی آیت

﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾

﴿بقرہ (۲): ۱۲۴﴾

''جب ابراہیم علیہ السلام کو ان کے پروردگار نے چند کلمات کے ذریعہ آزمایا اور انہوں نے پورا کردیا''

پچھلی آیت کی طرح اس آیت میں بھی کلمات سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہما السلام ہیں۔ اس سلسلے میں امام جعفر صادق علیہ السلام کے خاص صحابی مفضل بن عمرؒ جو ایک عظیم حکیم، فلسفی اور فقیہ تھے، حضرت علیہ السلام سے ایک روایت نقل کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ:

''میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ ''وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ'' میں کلمات سے کیا مراد ہے۔ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہی کلمات ہیں جو آدم علیہ السلام نے خدا سے سیکھے اور اس طرح عرض کیا، پروردگارا! بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ میری توبہ قبول فرما، پس ان کی توبہ قبول ہوئی کیونکہ وہ تو رب رحیم ہے۔

مفضل کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: ''فَاَتَمَّهُنَّ'' سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: امام حسین علیہ السلام کی اولاد سے نو امام جن کا سلسلہ قائم آل محمد علیہ السلام پر ختم ہوگا۔''

لہٰذا وہ کلمات جن کے ذریعے جناب ابراہیم کا امتحان ہوا تھا وہ ان کلمات سے زیادہ جامع تھے جن کو جناب آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے سیکھا تھا اور یہی وہ کلمات ہیں جن کے بارے میں امام علی نقی علیہ السلام فرماتے ہیں ''نَحْنُ الْكَلِمَاتُ'' یعنی ہم ہی وہ کلمات ہیں جن کی طرف خدا نے قرآن میں اشارہ کیا ہے۔''

چودہ معصومین علیہم السلام کو اس لئے کلمہ کہا گیا ہے کہ آپ کے نام عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔ رحم مادر میں آپ کے دوش پر لکھا ہوتا تھا ﴿وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَّ عَدْلاً لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهٖ﴾

﴿انعام (۶): ۱۱۵﴾

یعنی: سچائی اور انصاف میں تو تمہارے پروردگار کی بات پوری ہوگئی۔ کوئی اس کی باتوں کا بدلنے والا نہیں ہے۔

اور جب یہ حضرات دنیا میں تشریف لاتے تھے تو شانے پر یہی آیت لکھی ہوتی تھی۔ ان ہی کلمات کے بارے میں امام زمانہ علیہ السلام دعائے رجبیہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

''خداوند! تجھ میں اوران میں کوئی فرق نہیں ہے، بجز اس کے کہ وہ تیرے بندے اور تیری مخلوق ہیں اوران کے سارے امور تیرے اختیار میں ہیں، تو نے ہی ان کو خلق کیا ہے اور تیری ہی طرف یہ پلٹ کر جائیں گے، بندوں پر تیرے شاہد اور تیرے امور کی دیکھ بھال کرنے والے یہی ہیں''

اور یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ جن کا نام زبان وحی میں ''کلمات الٰہی'' ہو اور انبیاء نے ان کو وسیلہ بنایا ہو وہ ولایت سے خالی ہوں۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان کلمات میں داخل ہیں اور ان کلمات الٰہی کا ایک حصہ ہیں جن کی معرفت جناب آدم علیہ السلام و نوح علیہ السلام و عیسیٰ علیہ السلام بلکہ سارے انبیاء علیہم السلام نے حاصل کی تھی اور ان ہی کو وسیلہ بنایا تھا۔

ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی بات کی تکرار کرتا ہوں کہ یہ بعید از عقل بات ہے کہ کوئی ''کلمۃ اللہ'' ہو، انبیاء نے ان کو وسیلہ بھی بنایا ہو مگر وہ مقام ولایت پر فائز نہ ہو۔ لہٰذا یہ آیت بھی ان آیات میں سے ہے جس سے ولایت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ثابت ہوتی ہے۔

پانچویں آیت

﴿قُلْ لاَ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجراً اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ﴾

﴿الشوریٰ (۴۲):۲۳﴾

(اے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کہہ دیجئے کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابتداروں کی مودت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حکم الٰہی سے اپنے قرابتداروں کی مودت کو اجر رسالت قرار دے رہے ہیں، یعنی قرابتداروں کی مودت ہی اجر رسالت ہو سکتی ہے۔

اس آیت کے بارے میں تفصیلی بحث ہوگی تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ یہ آیت کس کی شان میں نازل ہوئی ہے؟ اور یہ بیش بہا محبت کس کی ہے اور کتنی محبت کی جائے جو اجر رسالت کے ہم پلہ ہو سکے۔ فریقین (شیعہ وسنی) کا اس پر اجماع ہے کہ یہ آیت اہلبیت علیہم السلام (علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

حافظ طبرانی، حافظ ابن مردویہ، مفسر واحدی، مفسر ثعلبی، حافظ ابو نعیم، مفسر بغوی، فقیہ ابن مغازلی نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کونسے قرابتدار ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے؟ حضرت نے فرمایا: علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ان کے دونوں پسران۔

اس روایت کو محبّ الدین طبری نے ذخائر العقبیٰ میں، زمخشری نے کشاف میں، حموینی نے فرائد السمطین

میں، نیشا پوری نے اپنی تفسیر میں، ابن طلحہ شافعی نے مطالب السؤل میں، امام رازی، ابوسعید، ابوحیان، اور نسفی نے اپنی اپنی تفسیروں میں، حافظ ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمۃ میں، حافظ گنجی نے کفایۃ الطالب میں، زرقانی نے شرح المواہب میں، ابن حجر نے الصواعق المحرقہ میں، سیوطی نے احیاء المیت (مطبوع بر حاشیہ اتحاف) میں، شبلنجی نے نورالابصار میں اور صبان نے اسعاف الراغبین میں نقل کیا ہے۔

قسطلانی لکھتے ہیں:

''اللہ تعالی نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتداروں کی مودت کو سب پر لازم قرار دیا ہے اور اس وجوب کو یوں بیان کیا ہے: ﴿ قُلْ لاَ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْراً اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبیٰ ﴾

مُلّا اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''خدا نے تم پر میری اجرت، میرے اہلبیت علیہم السلام کی مودت کو قرار دیا ہے اور میں روز قیامت اس مودت کے بارے میں تم سے سوال کروں گا۔''

یعنی قیامت کے دن جس چیز کے بارے میں سب سے سوال کیا جائے گا، چودہ معصومین علیہم السلام کی ولایت ہے، گویا ولایت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بھی سوال کیا جائے گا۔

جابر ابن عبداللہ سے مروی ہے کہ:

''پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا: مجھے مسلمان بنایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم گواہی دو کہ خدا ایک ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اعرابی نے عرض کی: اجرت بھی چاہتے ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اجرت صرف قرابتداروں کی محبت ہے۔ اعرابی نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے قرابتداروں سے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے قرابتداروں سے۔ اعرابی نے کہا: اپنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ اس مودت پر بیعت کروں۔ خدا لعنت کرے اس شخص پر جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتداروں کو دوست نہ رکھے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دعا پر آمین کہا۔''

گویا جس کا ایمان واعتقاد ولایت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر نہیں ہے زبان پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں وہ ملعون ہے۔

طبری، ابن عساکر اور حاکم حسکانی نے شواہد التنزیل میں چند طریقوں سے ابی امامہ باہلی کی یہ روایت نقل کی ہے جس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خدا نے انبیاء کو مختلف درختوں سے پیدا کیا اور مجھ کو اور علی علیہ السلام کو ایک درخت سے پیدا کیا، میں اس درخت کی جڑ، علی علیہ السلام اس کا تنا، فاطمہ سلام اللہ علیہا اس کا پھول اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اس کے پھل ہیں جس نے اس درخت کی شاخوں میں سے کسی شاخ کو پکڑا تو اس نے نجات پائی اور جو شخص ان سے منحرف ہوا وہ گمراہ ہوا۔ اگر کوئی بندۂ خدا ایک ہزار سال تک صفا و مروہ کے درمیان اللہ کی عبادت کرے اور پھر ایک ہزار سال تک اور اس کے بعد پھر ایک ہزار سال تک لیکن ہم اہل بیت علیہم السلام کی محبت اس کے دل میں نہ ہو تو خدا اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈال دے گا۔ پھر اس آیت کی

تلاوت فرمائی: ﴿ قُلۡ لاَ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡراً اِلاَّ الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبیٰ ﴾"
لٰہذا اگر کوئی مسلمان خدا کی عبادت کرے (نہ یہ کہ بت پرستی کرے) اور عبادت بھی کرے تو کہاں؟ صفا و مروہ کے درمیان (نہ ان مکانوں میں جو گندگی سے پُر ہیں) اور کتنی عبادت کرے؟ تین ہزار سال تک، لیکن ولایت پنجتن پاک علیہم السلام کا جس میں ولایت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی شامل ہے، ایمان و اعتقاد نہ رکھے تو اس کی عبادت نہ تو شمار کی جائے گی اور نہ ہی قبول ہوگی اور اس کی جگہ جہنم ہوگی۔ یہ وہی محبت ہے جس کو اس آیہ مودت میں ''حسنہ'' سے تعبیر کیا ہے ارشاد ہوتا ہے ﴿وَمَنۡ یَقۡتَرِفۡ حَسَنَۃً نَزِدۡ لَہٗ فِیۡھَا حُسۡناً﴾ ﴿شوریٰ (۴۲): ۲۳﴾ اور جو شخص نیکی حاصل کرے گا ہم اس کے لئے اس کی خوبی میں اضافہ کردیں گے۔
جیسا کہ احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیت میں ''حسنہ'' سے مراد آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہے۔
حافظ ابو الشیخ ابن حیّان نے کتاب الثواب میں واحدی سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:
''قرآن مجید میں ایک آیت ہے جو صرف ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ ہم اہلبیت علیہم السلام سے سوائے مومن کے کوئی محبت نہیں کرے گا۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿قُلۡ لاَ اَسۡئَلُکُمۡ عَلَیۡہِ اَجۡراً اِلاَّ الۡمَوَدَّۃَ فِی الۡقُرۡبیٰ ﴾
پس جس کے دل میں محبت اہلبیت علیہم السلام نہ ہو وہ مومن نہیں ہے اور اس سے ایمان سلب ہو جاتا ہے۔ لٰہذا ولایت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر ایمان نہ رکھنے والا بھی اعتقادات اسلامی پر ایمان نہیں رکھتا۔
جس دن حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے، امام حسن علیہ السلام نے اپنے خطبے میں مولائے کائنات علیہ السلام کے فضائل ان الفاظ میں بیان فرمائے:
''لوگوں تم نے ایسی ذات کو کھو دیا کہ اولین و آخرین میں نہ تو کوئی اس (کے مرتبہ) سے آگے بڑھا نہ ہی اس تک پہنچا، یہی وہ ذات تھی جس کے ہاتھوں میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا علم دیا، میدان جنگ میں جبرائیل علیہ السلام داہنی طرف سے اور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف سے اس کے ہمراہ جنگ کرتے تھے، وہ اس وقت تک جنگ سے واپس نہیں آتا تھا جب تک کامیابی اس کے قدم نہ چوم لے۔ خدا نے اس کی روح اسی شب میں قبض کی جس میں وصی موسیٰ علیہ السلام کی قبض روح ہوئی تھی اور عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو فلک چہارم پر بلایا تھا۔
ایہا الناس! جو مجھے پہچانتا ہے وہ تو پہچانتا ہی ہے لیکن جو نہیں پہچانتا وہ پہچان لے میں حسن علیہ السلام بن محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿وَاتَّبَعۡتُ مِلَّۃَ آبَائِیۡ اِبۡرَاھِیۡمَ وَ اِسۡحَاقَ وَ یَعۡقُوۡبَ﴾ ﴿یوسف (۱۲): ۳۸﴾۔
پھر فرمایا: میں اس پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند ہوں جو رحمت الٰہی کی بشارت دینے والا اور عذاب الٰہی سے ڈرانے

والا تھا۔ وہی جو لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا تھا۔ میں فرزند سراج منیر ہوں، میں اس کا فرزند ہوں جس کو عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا، میں اس خاندان سے ہوں جس سے نجاستوں کو دور رکھنے اور انہیں پاک و پاکیزہ رکھنے کی خدا نے ضمانت لی ہے، میں اس خانوادہ سے ہوں جس کی محبت و ولایت خدا نے سب پر فرض کی ہے، ہم اہلبیت علیہم السلام کی شان میں ہی خدا نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل کی ہے

﴿قُلْ لاَ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ﴾"

اس روایت کو حافظ بزّار حافظ طبرانی نے اپنی معجم میں، ابوالفرج نے مقاتل الطالبین میں، ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں، ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، ابن صباغ نے الفصول المہمۃ میں، حافظ گنجی نے کفایۃ الطالب میں، حافظ نسائی نے ہبیرہ سے، ابن حجر نے الصواعق المحرقہ میں، حضرمی نے رشفۃ الصادی میں اور صفوری نے نزہۃ المجالس میں نقل کیا ہے۔

حاکم زرندی مذکورہ روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا:

"میں اس خاندان سے ہوں جن کے پاس جبرائیل علیہ السلام آتے اور پھر آسمان کی طرف پرواز کر جاتے تھے، میں اس خانوادہ سے ہوں جن کی محبت خدا نے سارے مسلمانوں پر واجب کی ہے (یعنی مسلمان ہونے کے لئے محبّ اہلبیت علیہم السلام ہونا ضروری ہے) ان ہی افراد کی شان میں ارشاد الٰہی ہوا ﴿قُلْ لاَ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبىٰ وَمَنْ يَقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهُ فِيهَا حُسْنًا﴾ کہ کسب حسنہ سے مراد محبت اہلبیت علیہم السلام ہے۔"

امام زین العابدین علیہ السلام نے دمشق کے راستے میں ایک شامی سے آیت مودت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا:

"کیا تو نے قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ حضرت نے فرمایا آیت آل حم کو پڑھا ہے؟ شامی نے کہا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن پڑھوں اور آیت آل حم نہ پڑھوں۔ حضرت نے فرمایا: کیا آیت مودۃ ﴿قُلْ لاَ اَسْئَلُكُمْ ......﴾ کو نہیں پڑھا؟ شامی نے پوچھا: کیا آپ اسی خاندان سے ہیں؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: میں اسی خاندان سے ہوں۔"

اس روایت کو ثعلبی اور ابوحیان نے اپنی تفسیروں میں، سیوطی نے درمنثور میں، ابن حجر نے الصواعق المحرقہ میں اور زرقانی نے شرح المواہب میں نقل کیا ہے۔

طبری اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

سعید بن جبیر اور عمرو بن شعیب کا بیان ہے: "اس آیت سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتدار ہیں۔"

اسی بات کو ابوحیان نے اپنی تفسیر میں اور سیوطی نے درمنثور میں سعید بن جبیر، عمرو بن شعیب اور سُدّی سے نقل کیا ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

''میری نظر میں آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ افراد ہیں جن کے امور کی بازگشت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہوتی ہے۔لہٰذا جن کا کامل ربط پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہوگا وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل ہوں گے اوراس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سب سے زیادہ ربط فاطمہ سلام اللہ علیہا،علی علیہ السلام،حسن علیہ السلام،حسین علیہ السلام کا تھااور یہ بات متواتر احادیث سے ثابت ہےلہٰذاوہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل ہوں گے۔''

خلاصہ کلام یہ ہے کہ علی علیہ السلام وفاطمہ سلام اللہ علیہا وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام آل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی محبت اجر رسالت اورنشان دہندۂ ولایت ہے۔

چھٹی آیت

﴿وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْناً وَّ يَتِيْماً وَّ اَسِيْرًا اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لاَ نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَاءً وَّلاَ شُكُوْرًا﴾

﴿دہر(٧٦):٨﴾

اوراس کی محبت میں محتاج اوریتیم اوراسیر کوکھاناکھلاتے ہیں(اوران کاکہنایہی ہے کہ)ہم توتم کوبس خالص خداکے لئے کھلاتے ہیں،ہم نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں نہ شکرگزاری۔

یہ بات بھی فریقین(شیعہ وسنی)کےنزدیک مسلم ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان افراد میں شامل ہیں جن کی شان میں سورۃ دھرنازل ہواہے۔

اس سلسلہ میں پہلے ابن عباس کی روایت نقل کریں گے،اس کے بعدسندحدیث کی تحقیق اوران راویوں کے نام پیش کریں گےجنہوں نے اس حدیث کونقل کیاہے۔

''ابن عباس کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام بیمار ہوگئے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے۔ان کے ہمراہ اورلوگ بھی تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایاکہ بہتر ہوتاکہ اگرتم اپنے فرزندوں کے لئے نذر مانتے۔اس پرعلی علیہ السلام،فاطمہ سلام اللہ علیہا اورکنیزفضہؓ نے ان دونوں کی تندرستی کے لئے تین تین روزے رکھنے کی منت مانی۔جب دونوں تندرست ہوگئے توسب نے مل کرروزے رکھےلیکن ان کے پاس افطار کے لئے کچھ بھی نہ تھا،لہٰذاعلی علیہ السلام نے شمعون یہودی سے تین صاع(تقریباً۹کلو)جوقرض لئے۔اس میں سے ایک صاع کوپیس کرفاطمہ سلام اللہ علیہا نے پانچ روٹیاں تیارکیں۔جب افطار کے لئے ان کے آگے رکھیں توایک سائل نے آوازدی اے اہلبیت محمد علیہم السلام!آپ علیہم السلام پرمیرااسلام ہو۔میں مسلمان مسکینوں میں سے ایک مسکین ہوں،مجھے کھلائیں خداآپ کوجنت

کی نعمتوں سے سیر کرے گا۔ یہ سن کر سب نے اپنا کھانا اس کو دے دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے۔ دوسرے دن پھر روزہ رکھا اور جب افطار کے لئے انہوں نے اپنے آگے کھانا رکھا تو ایک سائل نے آواز دی کہ میں یتیم ہوں۔ سب نے کھانا اس کو دے دیا اور پانی سے افطار کر کے سو رہے۔ اسی طرح تیسرے دن کی افطاری ایک قیدی کو دے دی۔ صبح کو علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے گئے وہ سب بھوک سے چوزۂ مرغ کی طرح کانپ رہے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دیکھ کر فرمایا: یہ کیا حالت ہے جس سے مجھ کو بہت رنج ہوتا ہے۔

پھر آپ علی علیہ السلام کے گھر تشریف لے گئے وہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو محراب عبادت میں اس حالت میں کھڑا ہوا دیکھا کہ ضعف سے ان کی آنکھوں میں حلقے پڑ گئے تھے اور کمر، پیٹ سے لگ گئی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ملال ہوا۔ اتنے میں جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے: اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ لیجئے، خدا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت علیہم السلام پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور یہ سورہ پڑھا۔"

علماء اہلسنت میں جنہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے، حسب ذیل ہیں:

ابوجعفر اسکافی متوفی ۲۴۰ھ، حکیم ترمذی متوفی بعد از ۲۸۵ھ، محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، ابن عبدربہ متوفی ۳۶۸ھ، حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، حافظ ابن مردویہ متوفی ۴۱۶ھ، مفسر کبیر ثعلبی متوفی ۴۲۷ھ، مفسر کبیر ابوالحسن واحدی متوفی ۴۶۸ھ، حافظ ابوعبداللہ اندلسی حُمیدی متوفی ۴۸۸ھ، ابوالقاسم زمخشری متوفی ۵۳۸ھ، اخطب خوارزمی متوفی ۵۶۷ھ، حافظ ابوموسیٰ متوفی ۵۸۱ھ، ابوعبداللہ رازی متوفی ۶۰۶ھ، شرخانی متوفی ۶۴۳ھ، محمد بن طلحہ شافعی متوفی ۶۵۲ھ، ابوالمظفر سبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ، عزالدین عبدالحمید متوفی ۶۵۵ھ، حافظ ابوعبداللہ گنجی شافعی متوفی ۶۵۸ھ، قاضی ناصرالدین بیضاوی متوفی ۶۸۵ھ، حافظ محبّ الدین طبری متوفی ۶۹۴ھ، حافظ ابومحمد ابوحمزہ ازدی اندلسی متوفی ۶۹۹ھ، حافظ الدین نسفی متوفی ۷۰۱ھ، شیخ الاسلام حموینی متوفی ۷۲۲ھ، آٹھویں صدی کے مشہور مفسر نظام الدین قمی نیشاپوری، علاء الدین علی بن محمد خازن بغدادی متوفی ۷۴۱ھ، قاضی عضد الدین ایجی متوفی ۷۵۶ھ، حافظ ابن حجر متوفی ۸۵۲ھ، حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، ابوالسعود عمادی حنفی متوفی ۹۸۲ھ، شیخ اسماعیل بروسوی متوفی ۱۱۳۷ھ، شوکانی متوفی ۱۱۷۳ھ، اور بارہویں صدی ہجری کے عالم دین محمد سلیمان محفوظ ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی علمائے اہلسنت نے مذکورہ آیت کے ذیل میں اس روایت کو نقل کیا ہے۔

ساتویں آیت

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا﴾

﴿احزاب (۳۳):۷۲﴾

''بے شک ہم نے (روزازل) اپنی امانت کوسارے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اس (بار) کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اسے (بے تامل) اٹھالیا بیشک انسان (اپنے حق میں) بڑا ظالم (اور) نادان ہے۔''

مذکورہ آیت بھی ان آیتوں میں سے ہے جس سے ولایت جناب فاطمہ علیہا السلام کو ثابت کیا جا سکتا ہے، اس لئے کہ وہ امانت جس کو خدا نے آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تھا وہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، امیر المومنین علیہ السلام، فاطمہ علیہا السلام، حسنین علیہما السلام اور ان کے بعد آنے والے اماموں کی ولایت ہے۔

مفضل بن عمر کہتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

''خدا نے اجسام کی خلقت سے دو ہزار سال قبل ارواح کو خلق کیا اور سب سے افضل واشرف محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور نسل حسین علیہ السلام سے نو اماموں کی ارواح کو قرار دیا۔ پھر اسے آسمان و زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا اور جب ان کے نور نے ساری جگہوں کا احاطہ کر لیا تو خطاب الٰہی ہوا: یہ میرے محبوب اور ولی ہیں، یہی ساری مخلوق پر میری طرف سے حجت ہیں، (لہٰذا ارشاد الٰہی کی رو سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا حجۃ اللہ اور ولیۃ اللہ تھیں) کوئی بھی ان سے زیادہ میری نظر میں محبوب نہیں ہے۔ میں نے بہشت کو ان کے دوستوں اور جہنم کو ان کے مخالفین اور اذیت دینے والوں کے لئے خلق کیا ہے پس ان کی ولایت میری مخلوق کے پاس ایک امانت ہے۔ ان کے علاوہ کون ہے جو اس امانت کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے یا اس مقام پر فائز ہونے کا دعویٰ کرے؟

جب اللہ نے آدم علیہ السلام و حوا سلام اللہ علیہا کو بہشت میں جگہ دی اور انہوں نے چودہ معصومین علیہم السلام کے مرتبے کو دیکھا تو عرض کیا: پروردگارا، یہ بلند مقام کن کا ہے؟ آواز آئی ذرا سر اٹھا کر عرش کی طرف تو دیکھو۔ آدم علیہ السلام و حوا سلام اللہ علیہا نے سر اٹھایا تو دیکھا کہ عرش الٰہی پر خط نور سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسنین علیہما السلام اور ان کے بعد آنے والے نو اماموں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ عرض کیا: پروردگارا یہ کون سا مرتبہ ہے جو تو نے ان کو عطا کیا ہے؟ خدایا تیری نزدیک ساری مخلوق میں یہ کیوں سب سے زیادہ محبوب ہیں؟ ارشاد الٰہی ہوا: اے آدم علیہ السلام! اگر یہ چودہ تن نہ ہوتے تو تم کو اور حوا سلام اللہ علیہا کو خلق نہ کرتا، یہ میرے علم کا مخزن اور میرے اسرار کے امین ہیں (اس لحاظ سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مخزن علم اور اسرار الٰہی کی امین تھیں)۔

جب اللہ نے آدم علیہ السلام وحوا سلام اللہ علیہا کی توبہ قبول کرنی چاہی تو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آدم علیہ السلام وحوا سلام اللہ علیہا سے کہا: یہ پریشانی تو تم نے خود سے مول لی ہے لہٰذا خدا سے کہو کہ ان اسماء کے طفیل میں کہ جن کو عرش الٰہی پر دیکھا تھا ہماری توبہ قبول فرما۔

چنانچہ آدم علیہ السلام وحوا سلام اللہ علیہا نے کہا: ''پروردگارا، تجھ سے درخواست کرتے ہیں کہ بطفیل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلی علیہ السلام وفاطمہ سلام اللہ علیہا وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام وآئمہ معصومین علیہم السلام، جو تیری نظر میں سب سے زیادہ عزیز ہیں ہماری توبہ قبول فرما اور اپنی رحمت کو ہمارے شامل حال قرار دے۔ بے شک تو توّاب ورحیم ہے۔'' جس کی وجہ سے خدا نے ان کی توبہ قبول کی۔ اس واقعہ کے بعد جتنے بھی انبیاء علیہم السلام آئے وہ اس امانت کی حفاظت کرتے اور اپنے اوصیاء اور اپنی امت کے خاص افراد کو بتاتے رہے۔ اس کے بارے میں یہ ارشاد الٰہی ہے **انا عرضنا الامانۃ...**''

لہٰذا جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اسی طرح انبیاء علیہم السلام خدا کے لئے ولیہ تھیں جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور گیارہ امام علیہم السلام ان کے ولی تھے اور وہ سب کے سب چودہ معصومین علیہم السلام پر ایمان واعتقاد رکھتے تھے۔

جیسا کہ بعض روایتوں میں ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں ان کی امت کے اعمال میں سے ایک محمد وآل محمد علیہم السلام پر صلوات بھیجنا تھا۔ یہ خود اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ انبیاء، چودہ معصومین علیہم السلام کی ولایت کے معترف تھے۔

امام علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ صلوات سے کیا مراد ہے؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: صلوات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کا اعتراف کرنا ہے۔

یہ تھیں وہ سات آیتیں ہیں جن سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کو جانا جاسکتا ہے۔

باب دوم

فاطمہ سلام اللہ علیہا حدیث کی روشنی میں

وہ روایات واحادیث جو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے فضائل میں وارد ہوئی ہیں اور فریقین (شیعہ وسنی) کے نزدیک صحیح بھی ہیں، دوطرح کی ہیں

۱) وہ احادیث جو آیات کے ذیل میں نقل ہوئی ہیں، ان کو ہم باب اول میں یعنی ''فاطمہ سلام اللہ علیہا قرآن کی روشنی میں'' بیان کر چکے ہیں۔

۲) وہ احادیث جو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں بیان ہوئی ہیں ان کو ''فاطمہ سلام اللہ علیہا حدیث کی روشنی میں'' کے عنوان سے بیان کر رہے ہیں۔ یہ احادیث بھی دوطرح کی ہیں:

۱) وہ احادیث جو پنجتن پاک علیہم السلام کی شان میں مشترک ہیں۔

۲) وہ احادیث جو معصومۂ عالم سلام اللہ علیہا سے مخصوص ہیں اور آپ ہی کی فضیلت میں وارد ہوئی ہیں۔

وہ احادیث جو پنجتن پاک علیہم السلام کے فضائل میں مشترک ہیں، وہ پندرہ موضوعات پر مشتمل ہیں۔

پہلا موضوع

فاطمہ سلام اللہ علیہا ،علتِ خلقتِ کائنات

اس سلسلہ میں فریقین (شیعہ وسنی) سے بہت سی روایتیں منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح آپ سلام اللہ علیہا کے پدر بزرگوار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام علت خلقت کائنات تھے اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی تھیں۔

اس موضوع سے متعلق چند روایتیں آیات کے ذیل میں باب اوّل میں بیان ہو چکی ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور روایت ہے جو اسی بات کی تائید کرتی ہے اور اس کے راوی ابو ہریرہ ہیں۔ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب خدا نے ابوالبشر آدم علیہ السلام کو خلق کیا اور ان میں اپنی روح پھونکی تو آدم علیہ السلام نے عرش کی جانب نظر کی، دیکھا پانچ نورانی صورتیں ہیں جو حالت رکوع وسجود میں ہیں، آدم علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی: بارالہا! کیا تو نے مجھ سے پہلے کسی اور کو مٹی سے خلق کیا ہے؟ جواب آیا: نہیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی: پھر یہ پانچ چہرے میری ہیئت کے کس کے ہیں جنہیں میں دیکھ رہا ہوں؟ ارشاد رب العزت ہوا: یہ پنجتن علیہم السلام تمہاری اولاد میں سے ہیں، اگر یہ نہ ہوتے تو تم کو خلق نہ کرتا، ان کے ناموں کو اپنے اسماء سے مشتق کیا ہے (یعنی ان کے ناموں کو اپنے ناموں سے نکالا ہے) اگر یہ پنجتن علیہم السلام نہ ہوتے تو نہ بہشت کو خلق کرتا نہ جہنم کو، نہ عرش وکرسی کو نہ آسمان وزمین کو نہ ہی انس وجن کو، میں محمود ہوں اور یہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، میں عالی ہوں اور یہ علی علیہ السلام ہے، میں فاطر ہوں اور یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے، میں صاحب احسان ہوں اور یہ حسن علیہ السلام ہے، میں محسن ہوں اور یہ حسین علیہ السلام ہے۔ مجھے قسم ہے اپنے عزت وجلال کی! اگر کسی کے دل میں ذرہ برابر بھی ان کی طرف سے کینہ ودشمنی ہوگی تو میں اس کو جہنم میں ڈال دوں گا۔ یہ پنجتن علیہم السلام میرے برگزیدہ ہیں ہر شخص کی نجات ان کی محبت سے اور ہلاکت ان کی دشمنی سے وابستہ ہے، اے آدم علیہ السلام جب بھی تم کو کوئی حاجت ہو تو ان ہی کو اپنا وسیلہ بنانا۔''

ابو ہریرہ کا کہنا ہے: پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''ہم پنجتن پاک علیہم السلام سفینۂ نجات ہیں، جس نے ہم سے تمسک کیا اس نے نجات پائی اور جس نے ہم سے روگردانی کی وہ ہلاک ہوا، پس جو شخص خدا سے کوئی حاجت رکھتا ہو اس کو چاہئے کہ ہم اہلبیت علیہم السلام کے وسیلے سے طلب حاجت کرے۔''

اس روایت کو شیخ الاسلام حموینی نے فرائد السمطین میں، حافظ خوارزمی نے مناقب میں اور ان کے علاوہ کئی

علماء اہلسنت نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔اسی طرح بزرگ شیعہ علماء نے بھی اس روایت کونقل کیا ہے، جس پر غور کرنے سے چھ فضیلتیں سامنے آتی ہیں اوران میں پنجتن پاک علیہم السلام کی ہر فرد شامل ہے۔

۱) پنجتن پاک علیہم السلام کی خلقت اوران کا نور جناب آدم علیہ السلام کی خلقت سے پہلے سے تھا اوراس بات کی بہت سی روایتیں نشاندہی کرتی ہیں جن میں بعض میں دو ہزار سال قبل اور بعض میں اس سے زیادہ کا ذکر ہے۔

۲) پنجتن پاک علیہم السلام اس کائنات کی خلقت کا سبب ہیں۔

۳) ان کے نام، اسماءِ الٰہی سے مشتق ہیں۔

۴) ان سے بغض وکینہ کی سزا آتش جہنم ہے۔

۵) وہ محبوب خدا ہیں اوران کی محبت نجات دہندہ اوران کی دشمنی ہلاکت ہے۔

٦) خدا سے حاجت طلب کرتے وقت، استجابت دعا کے لئے ان کا وسیلہ ضروری ہے۔

مذکورہ مناقب کو دیکھتے ہوئے اس بات کا یقین ہوجاتا ہے کہ پنجتن پاک علیہم السلام، عام انسان نہیں تھے بلکہ یہ وہ تھے جن کا تعارف خدا نے ابتدائے خلقتِ آدم علیہ السلام میں ان سے اس طرح کیا کہ تمہاری اور تمہاری اولاد کی خلقت کا سبب یہ افراد ہیں، اگر کوئی حاجت ہو تو ان کے در کا رخ کرو، یہ میرے محبوب ہیں اور میں نے ہی ان کا نام رکھا ہے۔

ان مناقب میں پنجتن پاک علیہم السلام کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ ان میں سبھی ہم درجہ وہم رتبہ ہیں۔ البتہ دوسرے اعتبار سے ممکن ہے کہ برتری کے قائل ہوجائیں مثلاً پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جو منصب تھا وہ دوسروں کے پاس نہیں تھا۔

پنجتن پاک کی شان میں اگر ان چھ مناقب کے سوا اور کچھ بھی نہ ہوتا تو ان کا ایک دوسرے کے ہم ردیف ہونا اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ پنجتن پاک کی ہر فرد خدا کی نظر میں از آدم علیہ السلام تا خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساری مخلوق سے افضل و برتر ہے، کیونکہ اگر ان کی خلقت نہ ہوتی تو نہ دسترخوان رحمت بچھتا اور نہ ہی کائنات وجود میں آتی، سبھی نے ان کے دامن میں پناہ لی۔اسی کی طرف امام زین العابدین علیہ السلام اشارہ فرماتے ہیں کہ "نَحْنُ رَحْمَةُ مَنِ اسْتَرْحَمَکَ وَ غَوْثُ مَنِ اسْتَغَاثَ بِکَ"۔

دوسرا موضوع

نام فاطمہ سلام اللہ علیہا ساقِ عرش اور درِ جنت پر

دوسری مشترک فضیلت یہ ہے کہ پنجتن پاک علیہم السلام کا نام ستون عرش اور در بہشت پر مکتوب ہے اور اس کی

شناخت سارے فرشتوں کو کرائی گئی تھی، ملائکہ نے اسے دیکھا تھا اور پہچانا تھا۔

اس سلسلہ میں ابن عباس سے منقول ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''شبِ معراج جب آسمان سے میرا گزر ہوا تو در جنت پر یہ عبارت دیکھی: خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول اللہ ہیں، علی علیہ السلام محبوبِ خدا ہیں، فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام برگزیدگان خدا ہیں ان سے دشمنی رکھنے والے پر خدا کی لعنت ہے۔''

اس روایت کو شیعہ علماء کے علاوہ علماء اہلسنت میں سے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں، حافظ گنجی نے کفایۃ الطالب میں، حافظ خوارزمی نے اپنی مناقب میں اور بدخشانی نے مفتاح النجاۃ میں نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی علماء ہیں جنہوں نے اس کی روایت کی ہے۔

حافظ عاصمی نے زین الفتیٰ میں ''فاطمۃ خیرۃ اللہ'' سے متعلق ایک اور روایت نقل کی ہے جس میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

''خدا نے کائنات (یعنی جمیع بشر) کی طرف نگاہ کی تو مردوں میں مجھ کو منتخب کیا پھر دوسری مرتبہ نگاہ کی تو تمہارا انتخاب کیا اور تیسری مرتبہ تمہاری اولاد میں، ائمہ کو منتخب کیا، اس کے بعد چوتھی مرتبہ ساری عورتوں میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کو منتخب کیا۔''

مفضل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ روایت میں ''علی نساء العالمین'' سے کیا مراد ہے؟ کیا صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں؟ حضرت علیہ السلام نے فرمایا: وہ مریم سلام اللہ علیہا تھیں جو صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں لیکن فاطمہ سلام اللہ علیہا اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

مختصر یہ کہ مذکورہ حدیث اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ چودہ معصومین علیہم السلام برگزیدگانِ خدا ہیں اور اس میں سب مساوی ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اور روایت نقل کی گئی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جب خدا نے آدم علیہ السلام کو خلق کیا اور ان کو چھینک آئی تو وہ بیٹھ گئے۔ فرشتوں نے ان سے کہا: اے ''ابا محمدؐ'' تم پر خدا کی رحمت ہو۔ جب آدم علیہ السلام نے سر اٹھایا تو عرش پر یہ عبارت دیکھی: **لا الٰہ الا اللہ، محمد رسول اللہ، علی حبیب اللہ، و الحسن و الحسین صفوۃ اللہ، فاطمۃ خیرۃ اللہ**''

اس طرح آدم علیہ السلام کو تعلیم دی گئی کہ پنجتن علیہم السلام ہی الٰہی انتخاب ہیں اور فرشتے بھی جس طرف نگاہ اٹھاتے تھے، ان ہی ناموں کا مشاہدہ کرتے تھے۔ یہ وہ فضیلت ہے جس میں پنجتن پاک علیہم السلام کی ہر فرد شامل ہے۔

GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES GIDES

GIDES

Let us be the beacon to acquire knowledge & wisdom

Coaching

Class V to X
1st & 2nd Year
B.Com Part I & II

I.T Courses

Computer Techniques
Tally ERP 9.0 - MS Office
Java & Android - Photography

Co-curricular Activities

SUMMER CAMP	LEARN WITH FUN
YOUM-E-HUSSAIN (A.S)	WORKSHOPS
SEMINARS	INDOOR GAMES

ONLY FOR **BOYS**

32253606 0336-2783491

Basement, Amtul Apartment, Near Noble Computer Centre, Soldier Bazar # 1.

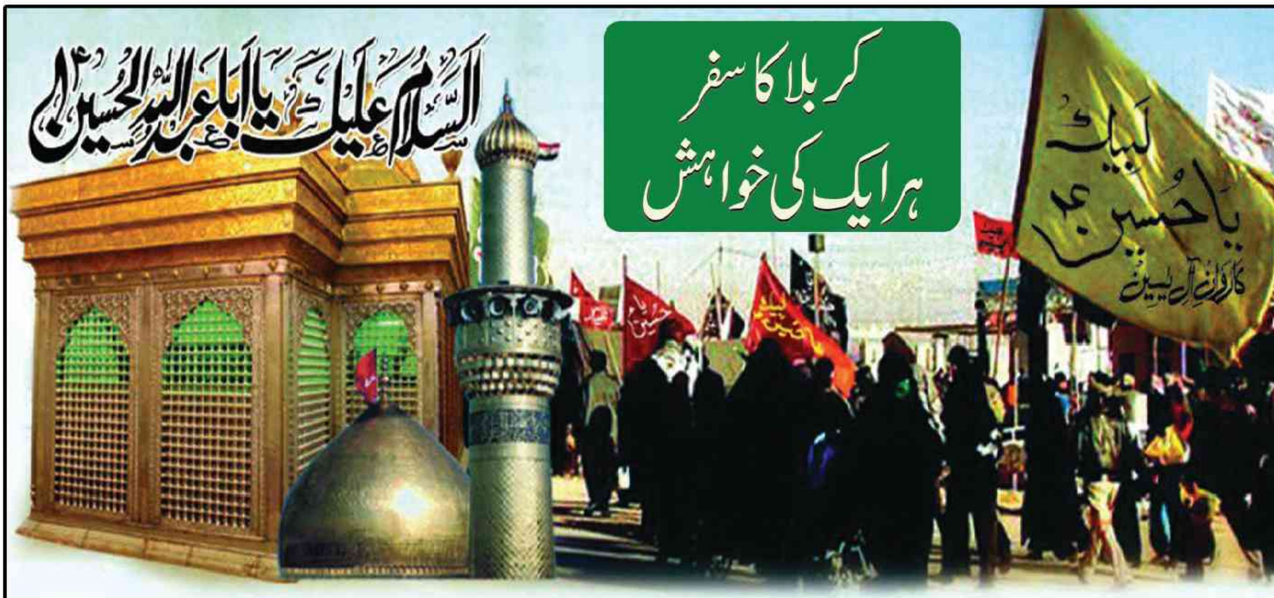

کربلا کا سفر
ہر ایک کی خواہش

کربلا والوں کا چہلم کربلا میں کریں

15 دن /1600 ڈالر

روانگی انشاءاللہ 13 نومبر 2016

چہلم امام حسینؑ

سیدہ زینبؑ (شام میں) کریں

شام، عراق /1600 ڈالر

روانگی انشاءاللہ 17 نومبر

28 صفر کربلا میں کریں

عراق، شام

1350 ڈالر

روانگی انشاءاللہ 27 نومبر

رحلت رسول خداؐ و شہادت امام حسنؑ

28 صفر کربلا میں کریں

روانگی انشاءاللہ:

27 نومبر /850 ڈالر

عمرہ، عراق، ایران کے گروپ و فیملی ویزہ کیلئے رابطہ کریں

عمرہ مفردہ ربیع الاول تا شعبان المعظم

نشست محدود ہیں فوری رابطہ کریں

کاروانِ آلِ یسین | حج، عمرہ و زیارت مقامات مقدسہ

e-mail: aaleyaseen14@live.com Web: www.aaleyaseen.com

Ph:+92-21-34503716-0333-2106403-03012167847-0333-3150957

Karachi - Pakistan
www.aaleyaseen.com

تیسرا موضوع

بہشت میں تصویرِ فاطمہ سلام اللہ علیہا

تیسری وہ فضیلت جس میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار، شوہر اور فرزندوں کے شریک ہیں، ''بہشت کا ان کی ذات سے منور ہونا'' ہے۔

انس بن مالک، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''جب آدم علیہ السلام نے بہشت کو ہر طرف سے دیکھا اور کوئی صورت اپنی شکل وقیافے کی نظر نہیں آئی تو عرض کی: پروردگارا: کیا تو نے کوئی صورت مجھ جیسی خلق کی ہے؟ خدا نے انہیں بہشت کی طرف متوجہ کیا۔ آدم علیہ السلام نے سفید یاقوت کا ایک محل دیکھا اور جب اس محل میں داخل ہوئے تو پانچ صورتیں دیکھیں جن کے نام اس طرح لکھے تھے، میں محمود ہوں اور یہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، میں اعلیٰ ہوں اور یہ علی علیہ السلام ہے، میں فاطر ہوں اور یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے، میں محسن ہوں اور یہ حسن علیہ السلام ہے، میں ذوالاحسان ہوں اور یہ حسین علیہ السلام ہے۔''

اسی موضوع سے متعلق شیخ عبدالرحمن صفوری نے نزہۃ المجالس میں اور محمد مبین نے معارج النبوۃ میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''آدم علیہ السلام وحوا سلام اللہ علیہا بیٹھے ہوئے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام ان کے پاس آئے اور ان کو سونے کے بنے ہوئے قصر میں لے گئے جہاں سرخ یاقوت کا ایک تخت تھا اور اس تخت کے اوپر ایک قبہ تھا جس سے نور ساطع تھا، اس قبہ کے درمیان ایک پُر نور چہرہ تھا جس کے سر پر تاج، کانوں میں لولوء کے دو گوشوارے اور گردن میں نورانی ہار تھا۔ آدم علیہ السلام و حوا سلام اللہ علیہا ان کی نورانیت کو دیکھ کر اتنا متحیر ہوئے کے آدم علیہ السلام حسن حوا علیہا السلام بھول گئے۔ جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کس کی صورت ہے؟ جبرائیل علیہ السلام نے جواب دیا یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں اور تاج ان کے پدرِ بزرگوار، ہار ان کے شوہر اور دو گوشوارے حسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام ہیں۔ اس وقت آدم علیہ السلام نے اپنے سر کو قبۂ نور کی طرف بلند کیا اور وہاں ان پانچ ناموں کو خط نور سے لکھا دیکھا، میں محمود ہوں اور یہ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، میں اعلیٰ ہوں اور یہ علی علیہ السلام ہے، میں فاطر ہوں اور یہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے، میں محسن ہوں اور یہ حسن علیہ السلام ہے، میں ذوالاحسان ہوں اور یہ حسین علیہ السلام ہے۔''

ان ناموں کے پڑھنے کے بعد جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آدم علیہ السلام ان ناموں کو یاد کرلو کہ بعد میں تمہیں ان کی ضرورت پڑے گی، اور یہی تمہاری مشکل کو حل کریں گے۔ جب آدم علیہ السلام ترکِ اولیٰ کے مرتکب ہوئے جس کی وجہ سے زمین پر اتارے گئے تو ۳۰۰ سال تک اشک ریزی کے بعد (ان مقدس ناموں کی یاد آئی اور) ان اسماء کو وسیلہ بناتے

ہوئے بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوئے اور کہا:

یَا مَحْمُوْدُ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ یَا اَعْلیٰ بِحَقِّ عَلِیّ، یَا فَاطِرُ بِحَقِّ فَاطِمَہ، یَا مُحْسِنُ بِحَقِّ الْحَسَنِ وَ الْحُسَیْنِ، میری خطا معاف کردے اور میری توبہ قبول فرما۔

خطاب الٰہی ہوا: اے آدم علیہ السلام جس وسیلہ سے تم نے مغفرت طلب کی ہے اگر اپنی پوری ذریت کی مغفرت کی دعا کرتے تو ان کے بھی گناہوں کو معاف کردیتا''۔

یقیناً خدا کے لئے کوئی بڑی بات نہیں ہے اگر اس دعا کی برکت سے سارے گنہگاروں کے گناہوں کو معاف کردے، لہٰذا ہم کو بھی کہنا چاہئے''**یا رب بحق محمد و علی و فاطمة و الحسن و الحسین** ہمارے گناہوں کو معاف کردے اور ہماری توبہ قبول فرما۔''

جناب سلمانؓ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''خدا نے اپنے اسماء سے ہمارے ناموں کو مشتق کیا، خدا محمود ہے اور میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو، خدا اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علی علیہ السلام ہے، خدا فاطر ہے اور میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے، خدا محسن ہے اور میرے دو فرزند حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام ہیں''۔

اس روایت کو نطنزی نے خصائص علویہ میں، نیز دیگر شیعہ وسنی علماء نے نقل کیا ہے۔ اگر اس روایت کے علاوہ کوئی دوسری حدیث نہ بھی ہو تو اسی سے اہم باتوں کا استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ۳۰۰ سال تک آنسو بہانے کے بعد یہی نام آدم علیہ السلام کے لئے مشکل کشا بنے تھے۔ جس سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ اولاد آدم علیہ السلام سختیوں میں اسی کے محتاج تھے اور آئندہ ان ہی ناموں کے توسل سے منزل مقصود تک پہنچیں گے۔

چوتھا موضوع

فاطمہ سلام اللہ علیہا، راہ ہدایت

چوتھی فضیلت جس میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار، ہمسر اور فرزندوں کے شریک ہیں وہ اقتدا اور تمسک ہے یعنی لوگوں کا ان سے ہدایت پانا اور ان کی پیروی کرنا اور ضرورت کے وقت ان کو وسیلہ بنانا ہے۔ اس سلسلہ میں ابو اسحاق ثعلبی اپنی کتاب ''العرائس'' میں روایت کرتے ہیں کہ:

''انس بن مالک سے مروی ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز صبح ہمارے ساتھ پڑھی جب نماز سے فارغ ہوئے تو ہم لوگوں کی طرف رخ کرکے فرمایا: لوگو! جو آفتاب کو کھودے وہ ماہتاب سے متمسک ہو اور اگر ماہتاب نہ ہو تو زہرہ سے متمسک ہو اور زہرہ کے نہ ہونے کی صورت میں دو روشن ستاروں سے متمسک ہو۔ اصحاب نے

دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آفتاب و ماہتاب و زہرہ اور ستاروں سے مراد کون ہیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں آفتاب ہوں، علی علیہ السلام ماہتاب ہے، فاطمہ سلام اللہ علیہا زہرہ اور دوستارے حسنین علیہما السلام ہیں۔ وہ کتاب خدا سے کبھی بھی جدا نہیں ہوسکتے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں گے۔''

نطنزی نے الخصائص العلویہ میں اس روایت کو یوں نقل کیا ہے کہ پیغمبرا کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آفتاب کو حاصل کرو، اگر آفتاب غروب ہو جائے تو مہتاب کے حصول کی سعی کرو، جب ماہتاب پوشیدہ ہو جائے تو زہرہ کو حاصل کرو، اور جب زہرہ پوشیدہ ہو جائے تو دوستاروں کو تلاش کرو۔ اصحاب نے دریافت کیا: آفتاب و ماہتاب و زہرہ و فرقدین (دوستارے) سے مراد کون ہیں؟ اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں آفتاب ہوں اور علی علیہ السلام ماہتاب، فاطمہ سلام اللہ علیہا زہرہ ہے اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام دو روشن ستارے ہیں''۔

ایک اور عبارت کے ساتھ اسی حدیث کو ''روضۃ الصفا'' اور حبیب السیر'' کے مؤلف نے جابر بن عبد اللہ سے نقل کیا ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ نے فرمایا:

''آفتاب کے وسیلہ سے راہ ہدایت حاصل کرو، اگر آفتاب غروب ہو جائے تو پھر ماہتاب کے ذریعہ راہ ہدایت حاصل کرو، اور جب ماہتاب چھپ جائے تو زہرہ کے ذریعہ راہِ ہدایت حاصل کرو اور جب زہرہ پنہاں ہو جائے تو فرقدین (دوستارے) سے راہ ہدایت حاصل کرو۔ اصحاب نے سوال کیا: یا رسول اللہ آفتاب کون ہے؟ فرمایا''میں آفتاب ہوں اور علی علیہ السلام ماہتاب، فاطمہ سلام اللہ علیہا زہرہ ہے اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام دو روشن ستارے ہیں''۔

اس روایت کو شیعہ علماء نے بھی جابر بن عبداللہؓ سے نقل کیا ہے۔ شیخ صدوقؒ نے معانی الاخبار میں تھوڑے سے فرق سے ذکر کیا ہے اور ان کی روایت میں بجائے ''اھتدوا'' کے ''اقتدوا'' ہے۔ اور شیعہ وسنی سے منقول اکثر روایتوں میں ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جملہ پر ختم ہوتا ہے ''کتاب خدا اور میری عترت ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور یہ ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں۔'' اور یہ بات خود بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

ان روایتوں سے بخوبی واضح ہو گیا کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مذکورہ تمام مراتب و مناقب میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی ہم پلہ ہیں، اور مقام ''تمسک'' و ''اقتدا'' اور ''اھتدا'' میں ان ہی بزرگوار کے مثل ہیں۔ اگر آپ سلام اللہ علیہا مقام عصمت و ولایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کے مثل نہ ہوتیں تو لوگوں کا آپ سلام اللہ علیہا کی پیروی کرنا اور ہدایت پانا، نیز مشکلات میں وسیلہ بنانا فعل لغو ہوتا۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان ذخائر میں سے ایک ہیں جن کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد چھوڑا اور ان کے بارے میں ارشاد فرمایا ''انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ''یعنی میں تمہارے درمیان دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت۔

لہٰذا جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، عترت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک فرد ہیں اور وہ زہرہ ہیں جو عصمت و ولایت کے اردگرد گردش کرنے میں شمس وقمر و فرقدین کے مساوی ہیں۔ اگرچہ شمس وقمر کا نور، زہرہ پر غالب ہے اسی وجہ سے اس کا نور مشاہدہ میں نہیں آتا ہے، اور ساری روایتوں میں اسماء کی ترتیب میں تقدم و تاخر سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس بات کو واضح کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے افضل ہیں اور مقام حضرت زہرا سلام اللہ علیہا، مقام حضرت علی علیہ السلام کے بعد ہے، اگر ایسا نہ ہوتا تو پہلے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نام کا ذکر ہوتا۔

آسمانوں میں، عرش و کرسی اور جنت میں بلکہ جن جن جگہوں پر پنجتن پاک علیہم السلام کے اسماء لکھے ہیں، اسی ترتیب سے ہیں۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب بھی کوئی بات پنجتن پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں ارشاد فرماتے تھے تو پہلے اپنا نام لیتے تھے پھر حضرت علی علیہ السلام کا اور اس کے بعد جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا۔ ساری روایتیں اسی ترتیب سے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مرتبہ حضرت علی علیہ السلام کے بعد ہے، اگرچہ مذکورہ مناقب وفضائل میں پنجتن پاک علیہم السلام ہمردیف ومساوی ہیں، اس کے باوجود ان کے مراتب میں فرق ممکن ہے۔ البتہ ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں اسماء کی ترتیب سے اتنا استفادہ تو یقیناً کیا جاسکتا ہے کہ پنجتن علیہم السلام میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے افضل، ان کے بعد حضرت علی علیہ السلام، ان کے بعد جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور پھر جناب حسنین علیہما السلام کا مرتبہ ہے۔

میں اس بات کو بھی ثابت کروں گا کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا گیارہ اماموں سے افضل ہیں اور اگر آپ سلام اللہ علیہا کی شان میں اس ایک فضیلت کے سوا کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتی تو یہی مقام ولایت کے اثبات کے لئے کافی تھی۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چند ایسے افراد کو اپنی جگہ معین کر دیا تھا جو امت کی علمی اور عملی ضروریات کو پوری کرسکیں اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان سارے امور میں سہیم وشریک تھیں۔ بعبارت دیگر جس طرح حضرت علی علیہ السلام ہمارے قائد، ہادی، پیشوا اور ولی ہیں اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی قائد و پیشوا اور ولی ہیں، اور یہ صرف مسلمانوں سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس میں ساری نسل بشر شامل ہے۔

پانچواں موضوع

حب و بغض فاطمہ سلام اللہ علیہا، حب و بغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے

یہ موضوع دوسرے موضوعات کے مقابلہ میں اس لئے زیادہ اہمیت کا حامل ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مقام ولایت میں حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی شریک ہیں اور آپ سے جنگ وصلح یا حب و بغض بالکل پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام سے جنگ وصلح اور حب و بغض ہے۔ اس سلسلہ میں درج ذیل احادیث ملاحظہ ہوں:

۱) زید بن ارقم سے روایت ہے کہ: "**قال رسول الله لعلی و فاطمه والحسن و الحسین انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم.**"

"پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام وفاطمہ سلام اللہ علیہا وحسن علیہ السلام وحسین علیہ السلام سے فرمایا: ہر اس فرد سے میری جنگ ہے جس کی تم سے جنگ ہے اور ہر اس فرد سے میری صلح ہے جس کی تم سے صلح ہے"

یہ روایت مختلف الفاظ میں وارد ہوئی ہے۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"**انا حرب لمن حاربهم وسلم لمن سالمهم**"

"ہر اس فرد سے میری جنگ ہے جس کی ان سے جنگ ہے اور ہر اس فرد سے میری صلح ہے جس کی ان سے صلح ہے"۔

تو کسی مقام پر فرمایا:

"**انا سلم لمن سالمتم و حرب لمن حاربتم**"

"جس سے تم لوگ صلح کرو گے اس سے میں بھی صلح کروں گا اور جس سے تم لوگ جنگ کرو گے اس سے میں بھی جنگ کروں گا۔"

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

"**انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم**"

"جس سے تم لوگ جنگ کرو گے اس سے میں بھی جنگ کروں گا اور جس سے تم لوگ صلح کرو گے اس سے میں بھی صلح کروں گا"

اس حدیث کو حاکم نے المستدرك علی الصحیحین میں، بغوی نے مصابیح میں، خطیب تبریزی نے مشکاۃ المصابیح میں، جصاص نے احکام القرآن میں، ابن کثیر نے البدایۃ والنھایۃ میں، محب الدین طبری نے ذخائر العقبیٰ میں، ابن کثیر نے اسد الغابہ میں، ترمذی نے اپنی صحیح میں، ابن عساکر نے تاریخ شام میں، ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، ابن صباغ مالکی نے الفصول المھمۃ میں، طبرانی نے معجم میں، ان کے علاوہ اور بھی علمائے شیعہ وسنی نے نقل کیا ہے۔

۲) زید بن ارقم ہی سے روایت ہے کہ:

"ایک دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے کہ اتنے میں وحی نازل ہوئی۔ موسم بہت گرم تھا، سبھی وحی کے مکمل ہونے کے منتظر تھے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لائیں۔ اتنے میں حضرت علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں دیوار کے سائے میں بیٹھ گئے۔ وحی مکمل ہونے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرے سے باہر تشریف لائے۔ جیسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر حضرت علی علیہ السلام وفاطمہ سلام اللہ علیہا وحسن علیہ السلام و

حسین علیہ السلام پر پڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قریب گئے اور ان کے سروں پر اپنی عبا کا سایہ اس طرح کیا کہ ایک کونہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا: خدایا میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ۔ معبود میں اس سے صلح کروں گا جو ان سے صلح کرے گا اور اس سے جنگ کروں گا جو ان سے جنگ کرے گا۔ اور اس آخری جملے کی تین بار تکرار کی''۔

۳) حضرت ابوبکر کا کہنا ہے کہ:

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمہ میں ایک عربی کمان پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے اور علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام بھی اس خیمہ میں تشریف فرما تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: لوگو! آگاہ ہو جاؤ جو شخص ان (اہلبیت علیہم السلام) سے صلح و صفا سے پیش آئے گا میں بھی اس سے صلح و آشتی سے پیش آؤں گا اور جو شخص ان (اہلبیت علیہم السلام) سے برسر پیکار ہو گا میں بھی اس سے برسر پیکار ہوں گا، جو بھی ان (اہلبیت علیہم السلام) کا دوست ہے میں بھی اس کا دوست ہوں۔ ان سے سعید اور حلال زادے کے سوا کوئی محبت نہیں کرے گا اور بد بخت اور ولد الزنا کے سوا کوئی انہیں اپنا دشمن نہیں رکھے گا۔''

۴) صبیح کا بیان ہے:

''ایک دن میں در نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منتظر تھا کہ علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام تشریف لائے اور ایک جگہ بیٹھ گئے۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجرہ مبارکہ سے باہر تشریف لائے تو ان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: تم لوگ خیر پر ہو۔ اس کے بعد ان پر خیبری عبا کا سایہ کر کے ارشاد فرمایا: ''جو تم لوگوں سے جنگ کرے گا اس سے میں بھی جنگ کروں گا اور جو تم سے صلح کرے گا اس سے میں بھی صلح کروں گا۔''

اس روایت کو طبرانی نے اوسط میں، بصاص نے احکام القرآن میں، ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، ابن اثیر نے اسد الغابہ میں، ابن حجر نے الاصابۃ میں اور اس کے علاوہ اور بھی کئی علماء نے نقل کیا ہے۔

۵) ابو ہریرہ کا کہنا ہے کہ:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کی طرف نگاہ کی پھر فرمایا: جو تم لوگوں سے جنگ کرے گا اس سے میں بھی جنگ کروں گا اور جو تم سے صلح کرے گا اس سے میں بھی صلح کروں گا۔''

اس حدیث کو حاکم نیشاپوری نے المستدرك علی الصحیحین میں، خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں، احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں، ہیثمی نے مجمع الزوائد میں، ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں اور طبرانی نے اپنی معجم میں ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بعض علمائے شیعہ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اس باب میں جو روایتیں ذکر کی گئی ہیں وہ نہایت غور و فکر کی حامل ہیں۔ کیونکہ جو ذات غضب اور خوشی کے وقت، رنج و پریشانی کے موقع پر، سرور و نشاط کے زمانے میں، خلاصہ یہ کہ سارے حالات و کیفیات میں صاحب

اختیار اور سبھی کے لئے لائق اقتدا ہو اور ساری بشریت اس کی اطاعت کے سامنے سر نیاز خم کئے ہو اور اس کی دوستی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوستی، اس سے دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی، اس کی اطاعت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور اس سے صلح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صلح ہو، اگر وہ ان تمام صفات میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمردیف نہ ہو تو ہر گز یہ احکام اس کے سلسلے میں جاری نہیں ہو سکتے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جس ذات میں تمام مکارم اخلاق اور فضائل جمع ہو چکے ہوں اور اس سے ہلکی سی بھی لغزش نہ ہوئی ہو، اور سبھی بحکم خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی اطاعت اور اس کے سامنے سر نیاز خم کرنے پر مامور ہوں، ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ ہمردیف وہمتائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہو۔

جس شخص کی زبان سے رضائے الٰہی کے خلاف ایک لفظ بھی نہ نکلے اور مرضی پروردگار کے خلاف ایک قدم بھی نہ اٹھے وہی حقیقتاً اس کا اہل ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی صلح اور اس کی جنگ کو اپنی صلح اور جنگ سے تعبیر کریں اور چونکہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان ساری صفات کی حامل تھیں لہٰذا امور ولایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی مرتضی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کے وہ بھی ہم پلہ تھیں۔

چھٹا موضوع

فاطمہ سلام اللہ علیہا عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں

یہ مشترک فضیلت بھی اس فضیلت کے مثل ہے جس کا پانچویں موضوع میں ذکر ہوا ہے۔ ابن عباس روایت کرتے ہیں کہ:

''ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور وہاں علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام بھی موجود تھے، اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دست دعا بلند کیا اور فرمایا: معبود! تو بخوبی جانتا ہے کہ یہ میرے اہلبیت علیہم السلام ہیں اور تمام لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ معبود! تو ان کے دوستوں کو دوست رکھ اور ان کے دشمنوں کو دشمن رکھ۔ جو شخص ان کی مدد کرے تو اس کی مدد کر اور ان کو ہر گندگی سے پاک اور ہر گناہ سے محفوظ رکھ اور روح القدس کے ذریعے ان کی تائید کر (روح القدس وہی روح ہے جس کی وجہ سے پیغمبر صاحب ولایت ہوئے اور علی علیہ السلام و حسنین علیہما السلام دیگر ائمہ علیہم السلام کو لوگوں پر ولایت حاصل ہوئی، اور یہی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے پاس بھی تھی)۔

پھر حضرت علی علیہ السلام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: اے علی علیہ السلام! میرے بعد تم میرے جانشین اور میری امت کے پیشوا ہو اور بہشت میں جانے والے مومنین کے تم ہی قائد ہو۔ گویا میں ابھی دیکھ رہا ہوں کہ روز قیامت میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا نور کی سواری پر اس طرح جلوہ افروز ہے کہ ستر ہزار ملک اس کے داہنے جانب، ستر ہزار ملک بائیں جانب،

ستر ہزار ملک اس کی سواری کے آگے اور ستر ہزار ملک اس کی پشت پر ہیں اور وہ ان مومنات کی قیادت کر رہی ہے جو بہشت میں جا رہی ہیں۔ اے علی علیہ السلام! تم جنت کی طرف مومنین کی راہنمائی کرنے والے ہو اور فاطمہ سلام اللہ علیہا مومنات کی راہنمائی کرنے والی ہیں کیونکہ وہ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔

کسی نے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ مریم بنت عمران تھیں جو صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں، میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا تو اولین و آخرین کی عورتوں کی سردار ہے۔ یہ وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے کہ جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے تو ستر ہزار ملائکہ مقربین اس پر درود و سلام بھیجتے ہیں اور ندا دیتے ہیں اے فاطمہ سلام اللہ علیہا تم ہی کو خدا نے عالمین کی عورتوں میں منتخب کیا اور تم کو ہر آلودگی سے پاک و پاکیزہ رکھا۔

پھر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے ہیں: اے علی علیہ السلام! فاطمہ سلام اللہ علیہا میری پارہ جگر، میری آنکھوں کا نور اور میرا میوۂ قلب ہے، جو اسے ناپسند وہ مجھے ناپسند، جو چیز اسے خوش کرے وہ مجھے خوش کرے، میرے خاندان میں سب سے پہلے وہی مجھ سے ملے گی۔ اے علی علیہ السلام! میرے بعد تم اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ دعا فرمائی: بارالہا! تو گواہ رہنا جو شخص بھی ان کا دوست ہے وہ میرا دوست ہے، جو ان کا دشمن ہے وہ میرا دشمن ہے، جو ان سے جنگ کرے گا اس سے میں بھی جنگ کروں گا اور جو ان سے صلح کرے گا اس سے میں بھی صلح کروں گا۔''

اس روایت پر غور کرنے کے بعد پھر اپنی بات کی تکرار کر رہا ہوں کہ یقیناً جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا صاحب ولایت تھیں کیونکہ یہ بات بعید از عقل ہے کہ جس کی دوستی اور دشمنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی اور دشمنی کے مترادف ہو اور جو چیز فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مسرور و محزون کرے وہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی شاد و غمگین کرے اور وہ مقام ولایت پر فائز نہ ہو۔

اگر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ولایت و عصمت میں اپنے باپ، شوہر اور دونوں فرزندوں کے ہمردیف نہ ہوتیں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہرگز ایسا نہ فرماتے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمائی ہوئی کوئی بھی بات لغو نہیں ہوتی تھی بلکہ وحی الٰہی کے مطابق ہوتی تھی کیونکہ ﴿مَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوىٰ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوحىٰ﴾ ﴿نجم، آیت ۳، ۴﴾ اور وہ بھی خدا کو گواہ بنا کر! گویا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان فضائل و مراتب کے پہنچانے پر خدا کی جانب سے مامور تھے، تب ہی تو اپنی بات میں خدا کو گواہ بنایا جیسا کہ آپ نے انجام نبوت اور اپنے پیغام پہنچانے میں مختلف مواقع پر خدا کو گواہ بنایا اور لوگوں سے بھی اعتراف و اقرار کرایا اور لوگوں سے ان لفظوں میں سوال بھی کیا: هَلْ بَلَّغْتُ؟ کیا میں نے اپنی ذمہ داری پوری کی؟ سبھی نے جواباً کہا: ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیغام پہنچا دیا۔

بالکل اسی طرح جس طرح آپ نے میدان غدیر میں ولایت علی بن ابی طالب علیہما السلام کے اعلان میں خدا کو گواہ بنایا اور اس کا لوگوں سے اعتراف و اقرار بھی کرایا، اسی طرح ولایت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے اعلان کو بھی اس احساس کے ساتھ

ضروری سمجھا کہ خدا سوال کرے گا آیا تم نے ولایت فاطمہ سلام اللہ علیہا کا اعلان کیا یا نہیں۔ اسی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے فضائل اور آپ کی ولایت کی وضاحت کرتے ہوئے خدا کو گواہ بنایا تھا۔

اسی روایت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے ارشاد فرمایا: ''**انھا اول من یلحقنی من اھل بیتی ... فاحسن الیھا**''یعنی اے علی علیہ السلام میرے خاندان کے تمام افراد میں سب سے پہلے میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا مجھ سے ملے گی، لہٰذا حتیٰ الامکان اس سے اچھا سلوک کرنا اور یہ میری امانت ہے اس کی حفاظت کرتے رہنا۔ اسی وجہ سے حضرت علی علیہ السلام، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس خواہش کو پوری کرنے کے لئے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو خوش رکھتے تھے۔ البتہ یہ صرف اس لئے نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیٹی تھیں بلکہ اس لئے کہ فاطمہ ''ولیۃُ اللہ'' تھیں اور اس کو علی علیہ السلام اپنا فریضہ سمجھتے تھے، چنانچہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بھی حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بحیثیتِ ولی اللہ ایسا ہی فریضہ تھا اور یہ دونوں ایک دوسرے کی شخصیت کی حفاظت میں کوشاں رہتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام کی حفاظت ونگہداری میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی کوششیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں کہ اگر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ولایت علی علیہ السلام کی حفاظت ونگہداری اور اس کے دفاع کا حکم دیتے (جیسا کہ حکم دیا ہے) تب بھی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اس روش سے بہتر کوئی دوسری روش ممکن نہیں تھی۔

ولایت حضرت علی علیہ السلام کی حفاظت میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ایثار اور آپ کی قربانیاں بے نظیر تھیں۔ اس سلسلے میں آپ سلام اللہ علیہا نے اپنے وجود کو فراموش کر دیا تھا اور ہر وقت اس ولایت کی حفاظت میں کوشاں رہتی تھیں۔ یہ ساری توجہ اس لئے تھی کہ آپ سلام اللہ علیہا ''ولیۃ اللہ'' تھیں اور اپنے شوہر کی ولایت کی کامل معرفت رکھتی تھیں۔

ساتواں موضوع

فاطمہ سلام اللہ علیہا، رکن علی علیہ السلام ہیں

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، حضرت علی علیہ السلام کے لئے اسی طرح رکن کی حیثیت رکھتی تھیں جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام کے لئے رکن کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

''اے ابو ریحان! تم پر میرا اسلام ہو، قبل اس کے کہ تمہارے دو رکن منہدم ہو جائیں تم کو میں وصیت کرتا ہوں کہ ان دو ریحانوں (یعنی حسنین علیہما السلام) کی حفاظت کرنا۔ تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں کہ وہ تمہاری حفاظت کرنے والا ہے۔

جابر کا بیان ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جن دو رکنوں کے بارے میں

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا، ان میں سے ایک منہدم ہو گیا۔ جب فاطمہ سلام اللہ علیہا اس دنیا سے رخصت ہوئی تو حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: جس کو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا رکن کہا تھا آج وہ بھی منہدم ہو گیا۔"

اس حدیث کو درج ذیل علماء نے نقل کیا ہے۔

حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں، حافظ ابن عساکر نے تاریخ شام میں، حافظ محبّ الدین طبری نے ریاض النضرۃ اور ذخائر العقبیٰ میں، امام حنابلہ احمد بن حنبل نے اپنی کتاب میں، حافظ گنجی نے کفایۃ الطالب میں، ابو المظفر سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص میں، حافظ سیوطی نے جامع کبیر میں، ان کے علاوہ اور بھی دانشور و محققین ہیں جنہوں نے اس کی روایت کی ہے۔

رکن سے کیا مراد ہے؟

جو چیز مسلم ہے وہ یہ ہے کہ جو معنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں تصور کیا جا سکتا ہے بعینہ وہی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے بھی متصور ہے۔ بعبارت دیگر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مقام رکنیت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل ہیں۔

علی علیہ السلام کا رکن ہونے سے یقیناً یہ مراد نہیں ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا خانہ داری اور خانۂ علی علیہ السلام کی دیکھ بھال کرنے والی ہیں کیونکہ یہ تو ہر مسلمان خاتون کے فرائض میں شامل ہے، بلکہ اہم یہ ہے اور حضرت زہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت کا راز یہ ہے کہ باوجود اس قرآنی آیت کے "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ" کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے مرد اور عورت کی حیثیت کو معین فرما دیا ہے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کے لئے رکن قرار دے رہے ہیں جس طرح اپنے آپ کو۔ یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس معنی و مفہوم میں رکن علی علیہ السلام ہیں اسی معنی و مفہوم میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا بھی شمار ہوگا اور اس رکن ہونے کا سرچشمہ ولایت ہے اور ان تینوں (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا) میں سے ہر ایک، باقی دو کے لئے رکن کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے جب جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو مقام ولایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کے ہم پلہ قرار دیں۔ گویا جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکن ولایت ہیں، اساس اسلام ہیں اور اس مودت کی اصل ہیں جس کو خدا نے اجر رسالت قرار دیا ہے اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی ان امور میں آپ کی شریک اور ہمتا ہیں۔

اسی وجہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **لو لم یخلق اللہ علی ابن ابی طالب، ما کان لفاطمہ کفو**، یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام کو خلق نہ فرمایا ہوتا تو دنیا میں کوئی فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کفو نہ ہوتا۔"

دوسری جگہ ارشاد فرمایا: "**لولاک یا علی لما کان لفاطمۃ کفو علیٰ وجہ الارض**" یعنی: اے علی علیہ السلام! اگر تم نہ ہوتے تو روئے زمین پر فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کوئی کفو نہ ہوتا۔

اس روایت یا دوسری روایتوں میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لفظ "کفو" استعمال کیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد مال میں برابری ہے؟ یقیناً یہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد نہیں ہے

بلکہ مراد ولایت وفضائل میں برابری ہے یعنی بالکل ویسے ہی جیسے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امور ولایت میں حضرت علی علیہ السلام کے شریک وہم پلہ ہیں اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی شریک ہیں۔ جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکن ایمان، رکن اسلام، رکن توحید، رکن منطق و بیان اور رکن حقیقت وشرفِ انسان ہیں، اسی مفہوم ومعنی میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور ائمہ اطہار علیہم السلام بھی رکن واساس اور بنیاد و پایہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔

زیارت مبعث میں حضرت علی علیہ السلام سے ہم اس طرح مخاطب ہوتے ہیں:

"وَصَلِّ عَلیٰ عَبْدِكَ وَ اَمِیْنِكَ الْاَوْفیٰ وَ رُكْنِ الْاَوْلِیَاءِ وَعِمَادِ الْاَصْفِیَاءِ"

حضرت علی علیہ السلام جو خود تمام اولیاء واصفیاء کے لئے رکن وستون گاہ تھے، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان کے لئے رکن وتکیہ گاہ تھیں۔ زیارات مطلقہ امیر المومنین علیہ السلام کی ایک زیارت میں آپ کو "سید الاولیاء و رکن الاولیاء" سے یاد کیا گیا ہے۔ زیارت وارثہ میں ہم پڑھتے ہیں "اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ دَعَائِمِ الدِّیْنِ وَ اَرْكَانِ الْمُؤْمِنِیْنَ"

زیارت عید فطر وقربان اور زیارت اربعین امام حسین علیہ السلام میں ہے "اَشْهَدُ اَنَّكَ مِنْ دَعَائِمِ الدِّیْنِ وَ اَرْكَانِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ مَعْقَلِ الْمُؤْمِنِیْنَ"

اور زیارت جامعہ میں ہے "وَسَاسَةَ الْعِبَادِ وَاَرْكَانَ الْبِلَادِ وَاَبْوَابَ الْاِیْمَانِ"

چودہ معصومین علیہم السلام بھی ارکان توحید وایمان واسلام تھے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے رکن کی حیثیت رکھتا تھا اور حضرت علی علیہ السلام کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی رکن تھیں۔ اس سلسلے میں امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر خدا امیر المومنین علیہ السلام کو خلق نہ فرماتا تو اس روئے زمین پر اولین وآخرین میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کوئی کفو اور ہم پلہ نہ ہوتا"۔

علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا دونوں صاحب عصمت وطہارت اور دونوں ارکان توحید وایمان ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام دوسرے الفاظ میں ارشاد فرماتے ہیں:

"اگر حضرت علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ازدواج نہ کرتے تو روئے زمین پر قیامت تک از آدم علیہ السلام تا خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کفو نہ ہوتا۔"

ایک انسان کا دوسرے انسان کے لئے رکن یا کفو ہونا ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے ادراک سے انسانی عقل عاجز ہے۔ صرف ایک ذات خدا کی ہے جو اپنی مخلوق کے دل کی باتوں سے آگاہ ہے (واللہ یعلم ما خلق) وہی بتا سکتا ہے کہ دنیا میں کون کس کا کفو اور ہم رتبہ ہے۔

لہٰذا جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو علی علیہ السلام کی زوجیت کے لئے منتخب کرنا ایک الٰہی انتخاب تھا۔ اسی وجہ سے اس عقد کا

خطبہ خدا نے پڑھا جب کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جبرائیل علیہ السلام اور ملائکہ گواہ بنے اور ہونا بھی یہی چاہئے تھا کیونکہ سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا تھا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کون کفو ہے۔اسی مرتبہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے نہ جاننے کا نتیجہ تھا کہ ابوبکر وعمر بھی آپ سے ازدواج کے خواہاں تھے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے جواب میں فرمایا تھا اس کا مجھ سے کوئی ربط نہیں ہے یہ بس خدا کے اختیار میں ہے (**اللہ یعلم ما خلق**) صرف خدا ہی جانتا ہے کہ اس کے لئے مناسب شوہر کون ہے اگر چہ ہم دونوں صاحب ولایت ہیں مگر میرا اور میری بیٹی کا ولی خدا ہی ہے اور اس کے شوہر کا انتخاب بھی اسی کے ہاتھ میں ہے۔

آٹھواں موضوع

فاطمہ سلام اللہ علیہا اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوسری مسجدوں کے مقابلے میں مسجد نبوی کی ایک امتیازی شان یہ ہے کہ جب اور حیض ونفاس والی عورتیں اگر چہ باقی ساری مسجدوں سے رکے بغیر گزر سکتی ہیں مگر مذکورہ حالات میں وہ مسجد نبوی سے نہیں گزر سکتیں۔ یہ حکم مسجد نبوی سے مخصوص ہے، لیکن اس حکم سے علی علیہ السلام وفاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہما السلام کو استثناء حاصل تھی۔ وہ ہر حالت میں اس مسجد سے گزر سکتے تھے بلکہ اختیار تام رکھتے تھے۔ یہ امتیاز بڑی اہمیت کا حامل ہے اور ہم کو غور وفکر کی دعوت دیتا ہے۔اس سلسلہ میں علماء اہلسنت کی چند روایتیں ملاحظہ فرمائیے۔

۱) حافظ نسائی نے ابن عباس سے روایت کی ہے جس کو علامہ سیوطی نے یوں نقل کیا ہے:

''رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ خدا ان کی مسجد کو ہارون اور ان کی ذریت کے ذریعہ پاک ومطہر کرے اور میں نے بھی دعا مانگی کہ میری مسجد کو تمہارے اور تمہاری اولاد کے ذریعہ پاک وپاکیزہ کرے۔''

۲) اسی مضمون کی حدیث حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے جس میں آپ نے فرمایا:

''ایک دن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ موسیٰ نے خدا سے درخواست کی کہ مسجد کو ہارون کی سکونت کی وجہ سے پاک وپاکیزہ رکھے اور میں نے بھی درخواست کی ہے کہ میری مسجد کو تمہارے اور تمہاری اولاد کی رہائش سے پاک وپاکیزہ کرے۔''

اس روایت کو حافظ بزاز، حافظ ہیثمی، حافظ سیوطی اور حلبی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

۳) حافظ بیہقی اپنی سنن کبری میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''آگاہ ہو جاؤ کہ میری مسجد میں حائض اور مجنب کا داخل ہونا حرام ہے سوائے میرے اور میرے اہلبیت علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے''

اس روایت کو اور بھی علماء نے نقل کیا ہے۔

۴) بخاری اپنی ''تاریخ کبیر'' میں جناب عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''سوائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و آلِ محمد علیہم السلام کے مجنب اور حائض کا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے''۔

۵) حافظ بیہقی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سے جامع، ایک دوسری حدیث نقل کی ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''آگاہ ہو جاؤ کہ میری مسجد میں حائض اور مجنب کا داخل ہونا حرام ہے سوائے میرے اور میرے اہلبیتؑ علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کے''۔ آگاہ ہو جاؤ کہ میں نے ہر ایک کے نام جدا جدا ذکر کر دیئے ہیں تا کہ تم گمراہی میں نہ پڑ جاؤ۔''

اہم بات یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسماء کے تعین و تشخص سے یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مراد کون لوگ ہیں، تا کہ بدخواہ یہ نہ کہیں کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ازواج مراد ہیں یا ہر وہ شخص جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ زندگی گزاری تھی، جیسا کہ آیت تطہیر میں ایسا ہو چکا ہے۔ اس جیسے غلط استدلال سے ان لوگوں کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ بعض افراد کے لئے ایک فضیلت گڑھ کر آل محمد علیہم السلام کے مسلمہ فضائل کو ایک افسانہ بنا دیں۔

''قد بَینّتُ لکم الاسماء ان لا تضلوا'' یعنی لوگو! اس پر خوب دھیان دو کہ اس فضیلت میں صرف وہی اشخاص شامل ہیں جن کے نام میں نے بیان کئے ہیں۔

اس بات کو فریقین (شیعہ وسنی) نے تسلیم کیا ہے۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ ہم علمائے اہلسنت کی ایک جماعت اس کے باوجود کہ وہ تصدیق کرتے ہیں کہ صرف پنجتن پاک علیہم السلام مسجد نبوی کے سلسلے میں استثنائی حکم رکھتے تھے، مگر پھر بھی وہ کہتے ء ہیں کہ چونکہ درِ خانہ علی علیہ السلام مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھلتا تھا، لہٰذا ان کے لئے اس مسجد سے ہر حالت میں عبور جائز تھا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی اس تاویل سے اتنا تو واضح ہو گیا کہ ان کے نزدیک بھی مسجد نبوی سے اہلبیت علیہم السلام کے عبور کا جواز ثابت ہے۔ دوسرے یہ کہ علی علیہ السلام کے علاوہ اور اصحاب کے دروازے بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کھلتے تھے پھر ان کو اجازت کیوں نہیں دی گئی؟ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''سب دروازے سوائے علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے دروازے کے بند کر دیئے جائیں''۔ اس پر لوگوں میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا جناب عباس نے کہا کہ میں اپنا دروازہ بند تو کر دوں گا لیکن اتنی اجازت دے دیجئے کہ میں ایک دریچہ مسجد کی طرف کھول لوں۔ اس پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخدا میں نے نہ کوئی دروازہ بند کیا ہے اور نہ کوئی دروازہ کھلا رکھا ہے۔ مجھے تو جو حکم خدا کی طرف سے ملا تھا اس کی تعمیل کی ہے، میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ ایک بھی دروازہ مسجد کی طرف

کھلا رہے، یہ فضیلت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام سے مخصوص ہے۔"

اس استثنائی حکم کے بارے میں علماء اہلسنت کی ایک جماعت کا نظریہ ہے کہ ان (علی علیہ السلام و اولاد علی علیہ السلام) کے یہاں اجرائے حکم کے شرائط مفقود تھے کیونکہ وہ پاک و مطہر تھے، لہٰذا نہ ان سے معنوی نجاست قریب ہوتی تھی نہ ہی ظاہری نجاست۔ اسی وجہ سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام طاہرہ و مطہرہ ہے۔ اپنی بات کے ثبوت کے طور پر یہ افراد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان احادیث کو پیش کرتے ہیں۔

۱) کرمانی اخبار الدول میں جناب عائشہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتی ہیں کہ:

"فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انداز بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا تھا، وہ نجاست ماہانہ سے پاک تھیں، یہ پاکیزگی اس بہشتی سیب کی وجہ سے تھی جو خلقت زہرا کا سبب بنا تھا۔"

یہ وہی بہشتی سیب ہے جو خداوند عالم نے شب معراج پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہدیہ میں دیا اور جس کے تناول فرمانے کے بعد فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مادّہ حیات منعقد ہوا۔ اسی وجہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہمیشہ بوسہ لیتے تھے اور فرماتے تھے: "اے فاطمہ سلام اللہ علیہا جب میں بہشت کا مشتاق ہوتا ہوں تو تم سے بوئے بہشت کا استشمام کرتا ہوں، تم سے اس بہشتی سیب کی خوشبو آتی ہے۔"

چونکہ جناب عائشہ نے خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان باتوں کو سنا تھا لہٰذا اجتہاد کیا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نجاست سے پاک رہنا اسی بہشتی سیب کی وجہ سے ہے۔ عائشہ مزید فرماتی ہیں:

"جب بطن فاطمہ سلام اللہ علیہا سے حسن علیہ السلام بن علی علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ اسی وقت نفاس سے پاک ہوگئیں، پھر آپ سلام اللہ علیہا نے غسل کیا اور نماز مغرب پڑھی اسی وجہ سے آپ کا نام زہرا ہوا۔"

یقیناً جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے شایان شان نہ تھا کہ عام عورتوں کی طرح نجاستیں انہیں بھی عبادت سے روکیں کیونکہ وہ محبوب خدا تھیں۔ لہٰذا ضروری تھا کہ وہ ہر وقت خدا کے حضور میں رہیں اور بارگاہ الٰہی تھوڑی دیر کے لئے بھی وجود زہرا سلام اللہ علیہا سے خالی نہ رہے۔

۲) ام سلمیٰ رض فرماتی ہیں:

"جب بطن فاطمہ سلام اللہ علیہا سے حسن علیہ السلام پیدا ہوئے اور میں نے فاطمہ سلام اللہ علیہا میں نجاست کے آثار نہ دیکھے تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کی وجہ دریافت کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نہیں جانتی کہ میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا پاک و پاکیزہ ہے اور حیض و نفاس کی نجاست اس سے دور ہے۔"

اس روایت کو حافظ محبّ الدین طبری نے ذخائر العقبیٰ میں نقل کیا ہے۔

۳) انس بن مالک اپنی ماں (ام سلیم بنت ملحان) سے نقل کرتے ہیں کہ:

"فاطمہ سلام اللہ علیہا نے نہ حیض دیکھا نہ نفاس۔"

۴) حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

''اصحاب نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: بتول کے کیا معنی ہیں؟ کیونکہ ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی سنا ہے کہ مریم بتول ہیں، فاطمہ سلام اللہ علیہا بتول ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: بتول وہ ہے جو سرخی نہ دیکھے یعنی وہ حائض نہ ہو کیونکہ یہ حالت دختران پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے مکروہ ہے۔''

عربی زبان میں ''بتل'' کے معنی ''انقطاع'' کے ہیں، علماء اہلسنت نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بتول سے موسوم ہونے کی مختلف وجوہات بیان کی ہیں۔

۱) ابن اثیر لکھتے ہیں:

''فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بتول اس لئے کہا گیا کہ وہ فضل وشرف اور حسب ونسب میں دیگر عورتوں سے جدا تھیں۔''

۲) ابن اثیر دوسری وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ:

''چونکہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کا دل دنیا سے ہٹ کر خدا سے وابستہ ہوگیا تھا اس لئے انہیں بتول کہا گیا۔''

۳) جناب عائشہ کا بیان ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے حمیرہ! فاطمہ سلام اللہ علیہا اور عورتوں جیسی نہیں ہے اس سے کبھی بھی آثار حیض ونفاس ظاہر نہیں ہوئے۔''

۴) ابو عبید ہروی کتاب الغریبین میں لکھتے ہیں:

''امام باقر علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: فاطمہ سلام اللہ علیہا اس لئے طاہرہ سے موسوم ہوئیں کہ خدا نے انہیں ہر طرح کی آلودگی سے پاک وصاف رکھا تھا اس حد تک کہ انہوں نے ایک دن بھی آثار نجاست کو نہیں دیکھا۔''

ان ہی باتوں سے علماء کی ایک جماعت نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہر حالت میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے آنے جانے کی اجازت کا راز یہی طہارت وپاکیزگی تھی۔

تیسری صدی کے بزرگ حنفی عالم دین ''جصاص'' اپنی کتاب آیات احکام میں رقمطراز ہیں:

''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسنین علیہما السلام کو ہر حالت میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عبور اور توقف کی اجازت آیت تطہیر کی وجہ سے تھی جو ان کی شان میں نازل ہوئی تھی، اور یہ حکم صرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص نہیں تھا بلکہ ہر مسجد کے لئے یہی حکم تھا۔''

پنجتن پاک علیہم السلام جو ہر طرح کی آلودگی اور نجاست سے پاک وپاکیزہ تھے ان کے لئے مسجدیں گھر کی طرح تھیں۔ خدا نے انہیں احکام مسجد سے مستثنیٰ کیا تھا اور خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا تھا کہ اس سے اپنی امت کو باخبر کردیں اور ہر ایک کے اسماء بھی بیان کردیں تاکہ کوئی اس حکم میں اپنے کو ملحق نہ کرلے۔

نواں موضوع

فاطمہ سلام اللہ علیہا مُحدّ ثہ ہیں

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وہ نویں فضیلت جس میں آپ سلام اللہ علیہا، حضرت علی علیہ السلام اور گیارہ ائمہ علیہم السلام کے ساتھ شریک ہیں وہ آپ سلام اللہ علیہا کا ''محدّ ثہ'' ہونا ہے (فرشتوں کی باتیں سننے والے کو محدّ ث کہتے ہیں)۔

منصب الٰہی تین طرح کے ہیں:

۱) نبوت

۲) رسالت

۳) امامت

علمائے اہلسنت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن عباس ﴿وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَسُوۡلٍ وَّلَا نَبِيٍّ﴾ ﴿سورہ حج (۲۲):۵۲﴾ کی اس طرح قرائت کرتے تھے ''وَمَا اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رَسُوۡلٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا مُحَدِّثٍ''

شیعہ وسنی علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد چند ایسے افراد کا ہونا ضروری ہے جو فرشتوں کی باتیں سنیں اور ان کے اقوال واعمال فرامین الٰہی کے مطابق ہوں۔

ایسے افراد کا ہمراز وہ فرشتہ ہے جو فیض الٰہی کا واسطہ ہوتا ہے، اور وہ جو کچھ فرشتے کی زبانی سنتے ہیں انہیں بخوبی عملی جامہ پہناتے ہیں۔ شیعہ اعتقاد کی رو سے اس منصب پر فائز ہونے والے ائمہ اطہار علیہم السلام ہیں۔

علمائے اہلسنت بھی اس بات کو قبول کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو فرشتوں کی باتیں سنے مگر ان کے نزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد جس کو اس منصب (مُحدّ ث) کے لئے منتخب کیا وہ عمر ہیں۔

البتہ شیعہ کہتے ہیں کہ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس منصب (مُحدّ ث) پر فائز ہونے والی ہستی حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

اہلسنت کی کتابوں میں موجود جن احادیث میں لفظ ''مُحدّ ث'' آیا ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

بخاری اپنی صحیح میں مناقب عمر بن خطاب میں لکھتے ہیں:

''پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قبل از اسلام بنی اسرائیل میں چند افراد مُحدّ ث تھے جب کہ وہ نبی نہیں تھے میری امت میں اگر کوئی مُحدّ ث ہوگا تو وہ عمر ہیں۔''

مسلم اپنی صحیح میں فضائل عمر میں اسی مضمون کی روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

''امم سابقہ میں بھی مُحدّث تھے اور اگر میری امت میں کوئی مُحدّث ہوگا تو وہ عمر ہیں''۔

لہٰذا مُحدّث کا ہونا اسلامی مسئلہ ہے نہ کہ مذہبی، اس لئے کہ اس پر فریقین (شیعہ و سنی) ہم رائے و ہم نظر ہیں۔ مذکورہ روایتوں کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں جن کی علماء اہلسنت نے روایت کی ہے اور ان میں مُحدّث کا لفظ استعمال ہوا ہے لیکن ان سبھی روایتوں کے آخر میں عمر بن خطاب کے نام کا اضافہ ہے۔

مُحدّث کون تھا حضرت عمر یا علی علیہ السلام یہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ بہت آسان کام ہے کیونکہ دونوں کی باتیں تاریخ کے صفحات پر موجود ہیں جو نشاندہی کرتی ہیں کہ کون اس منصب کا اہل تھا۔

جو شخص پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وقت احتضار کہے ''ان الرجل لیھجر'' یعنی یہ شخص (پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہذیان کہہ رہا ہے، اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس کا استاد کون ہے فرشتہ ہے یا شیطان؟

شیخ کلینیؒ نے اپنی کتاب کافی میں رسول و نبی و مُحدّث میں فرق بیان کرنے کے بعد چند روایتیں نقل کی ہیں جو ان تینوں منصبوں پر فائز افراد کی نشاندہی کرتی ہیں۔

امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ وَّلاَ نَبِيٍّ﴾ کے ذیل میں ارشاد فرماتے ہیں: ''رسول'' وہ ہے جس کے پاس فرشتے وحی لے کر آئیں، وہ فرشتے کو دیکھے، اسے پہچانے اور اس سے گفتگو کرے، یہ بہت بلند مرتبہ ہے۔ اور ''مُحدّث'' وہ ہے جو فرشتوں کی باتیں تو سنے مگر دوران گفتگو ان کو نہ دیکھے۔'' اس سلسلے میں امام محمد باقر علیہ السلام اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے بہت سی روایتیں نقل ہوئی ہیں جن میں سے چند بطور نمونہ پیش خدمت ہیں۔

''محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سارے اوصیا مُحدّث ہیں۔''

''سارے ائمہ عالم، صادق، فہیم اور مُحدّث ہوتے ہیں۔''

''مُحدّث وہ ہے جو فرشتوں کی آواز تو سنے مگر انہیں دیکھے نہیں۔''

''کان علی مُحدَّثاً'' علی مُحدّث تھے۔''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ مُحدّث سے کیا مراد ہے؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: ''جس کے پاس فرشتہ آئے اور اس کے دل میں نکات وحی القاء کرے مگر وہ فرشتے کو نہ دیکھے۔''

مذکورہ روایتیں، ائمہ اطہار علیہم السلام کی یقینی طور پر صادر شدہ روایتوں میں سے ہیں۔ ان کو یہاں پیش کرنے کا مقصد اس بات کو ثابت کرنا ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اس منصب میں علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کی شریک ہیں اور جس طرح بارہ امام مُحدّث تھے اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی مُحدّثہ تھیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مُحدّ ثہ تھیں نہ کہ نبی۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا مُحدّ ثہ سے اس لئے موسوم ہوئیں کہ فرشتے ان کے پاس اسی طرح آتے تھے جس طرح مریم بنت عمران کے پاس آتے تھے اور گفتگو کرتے تھے۔ فرشتے کہتے تھے یا فاطمہ اُقنتی لربك واسجدی وارکعی مع الراکعین''۔

اس کے بعد امام علیہ السلام فرماتے ہیں: ایک شب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرشتوں سے پوچھا، کیا مریم بنت عمران علیہا السلام زنانِ عالم میں سب سے بہتر نہیں ہیں؟ فرشتوں نے جواب دیا، نہیں کیونکہ مریم سلام اللہ علیہا صرف اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار تھیں جب کہ خدا نے آپ سلام اللہ علیہا کو زمانۂ مریم سلام اللہ علیہا کی عورتوں اور اولین و آخرین کی عورتوں کا سردار بنایا ہے۔''

اس روایت کو علماء کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے۔

بعض روایات میں یہ بات صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی گفتگو کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں وارد ہونے والی روایتیں واضح الفاظ میں بتاتی ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد خدا نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی تسلی کی خاطر فرشتوں کو بھیجا تا کہ وہ ان سے گفتگو کریں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا صرف ۷۵ دن زندہ رہیں۔ آپ سلام اللہ علیہا کو اپنے بابا کی وفات کا بے حد صدمہ تھا۔ اسی وجہ سے جبرائیل علیہ السلام برابر آپ کی خدمت میں آتے تھے اور تسلی دیتے تھے اور آپ کے پدر بزرگوار کے مقام و منزلت کو بیان کرتے تھے اور رحلت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی ذریت پر ہونے والے حوادث کی خبر دیتے تھے اور جبرائیل علیہ السلام جو کچھ کہتے علی علیہ السلام انہیں لکھ لیتے تھے۔ انہیں اقوال کے مجموعے کو مصحف فاطمہ سلام اللہ علیہا کہتے ہیں۔''

کافی میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک دوسری روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا:

''جب خدا نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض کی تو قلب زہرا سلام اللہ علیہا پر اس عظیم غم کا کتنا صدمہ ہوا اس کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ اسی وجہ سے خدا نے ایک فرشتے کو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مونس بنایا تا کہ وہ ان کے غموں کے لئے تسلی کا باعث بنے اور تنہائی میں ان سے گفتگو کرے۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے جب یہ بات علی علیہ السلام کو بتائی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بھی تم فرشتے کے آنے کا احساس کرنا تو مجھے خبر کرنا، چنانچہ علی علیہ السلام جو بھی سنتے تھے اسے لکھ لیتے تھے اور وہی ''مصحف'' کہلایا۔ اسی کے بارے میں علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس مصحف میں حلال و حرام کے مسائل نہیں ہیں بلکہ وہ باتیں ہیں جو وقوع پذیر ہو چکی ہیں یا واقع ہوں گی۔''

لہٰذا فاطمہ سلام اللہ علیہا کا مُحدّ ثہ ہونا مسلمات میں سے ہے جیسا کہ آپ کی زیارت میں ہم پڑھتے ہیں

''اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا التَّقِيَّةُ النَّقِيَّةُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ اَيَّتُهَا الْمُحَدَّثَةُ الْعَلِيْمَةُ''

مختصر یہ کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرح مُحدّ ثہ تھیں، اور اس منصب تک سوائے ولی کے کوئی اور

نہیں پہنچ سکتا۔ چونکہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ولیۃ اللہ تھیں اس لئے اس مقام ولایت کے زیر سایہ فرشتوں نے آپ سلام اللہ علیہا سے گفتگو کی، کیونکہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام نے ولایت کو مُحدّث کا ہمراز قرار دیا ہے۔ اسی وجہ سے ہر نبی نے ایک ولی کو اپنا جانشین قرار دیا اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اپنے بعد اس منصب کے لئے تیرہ معصوموں کو منتخب کیا۔ خود جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی حرکات وسکنات، گفتار وکردار اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ آپ سلام اللہ علیہا مُحدّثہ تھیں۔

دسواں موضوع

بہشت، شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے ہے

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس طرح علی اور اولادِ علی علیہ السلام کو بشارت دی اور ان کی عظمت ومنقبت بیان فرمائی، اس طرح شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بھی منقبت بیان کی اور انہیں بہشت کی خوشخبری سنائی۔

شیعہ یعنی تابع، پیروی اور اقتداء کرنے والا۔ شیعہ علی علیہ السلام اسے کہتے ہیں جو حضرت علی علیہ السلام کو اپنا ہادی مانے اور ان کے دامن سے تمسک اختیار کرے۔ احادیث کی رو سے شیعیان فاطمہ وعلی علیہما السلام ایک ہیں۔ کبھی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیعیان علی علیہ السلام کی مدح سرائی کی اور کبھی شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا کی۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ روش اس بات کی عکاس ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ایک مستقل شخصیت کے طور پر صاحب کرامات، بلند مقام اور ولایت کبریٰ کے منصب پر فائز تھیں۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں فرمایا:

''قیامت کے دن میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا ایسے بہشتی ناقہ پر سوار ہو کر میدان محشر میں وارد ہوگی جس کی مہار مروارید کی، پاؤں سبز زمرد کے اور آنکھیں سرخ یاقوت کی ہوں گی۔ اس پر نور کا ایک قبہ ہوگا جس سے ہر شے دیکھی جاسکے گی۔ اس ناقہ کے سر پر ایک تاج ہوگا جس کے در ویاقوت کے ستر پائے ہوں گے اور وہ اسی طرح ضوافشانی کریں گے جس طرح آسمان پر ستارے۔ اس سواری کے دائیں اور بائیں دونوں جانب ستر ستر ہزار ملک ہوں گے۔ اس ناقہ کی مہار جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہوگی اور وہ با آواز بلند ندا دیں گے: اے اہل محشر! تم اپنی آنکھیں بند کرلو کہ ابھی فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزریں گی۔ یہ سنتے ہی سب کے سب یہاں تک کہ پیغمبران وانبیاء اور شہداء وصدیقین بھی اپنی آنکھیں بند کرلیں گے۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا عرش الٰہی کے سامنے کھڑی ہو جائیں گی اس وقت صدائے الٰہی گونجے گی: اے میرے حبیب کی بیٹی تم جو بھی مجھ سے مانگو گی میں دوں گا اور جس کی تم شفاعت کرو گی میں اس کو قبول کروں گا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا کہیں گی: اے میرے خدا! میری ذریت اور میرے شیعوں کی شفاعت قبول فرما۔ بارِ دیگر صدائے الٰہی بلند ہوگی: کہاں ہیں ذریت فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اس کی پیروی کرنے والے؟ کہاں ہیں اس کے اور اس کی ذریت کے

دوست؟ اس وقت ایک گروہ آئے گا جو فرشتۂ رحمت کے حصار میں ہوگا اور فاطمہ سلام اللہ علیہا ان سب کو لے کر داخل بہشت ہوں گی۔"

قیامت کے دن جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سواری موقع اور محل کے لحاظ سے مختلف ہوگی، احادیث میں جن مختلف سواریوں کا ذکر ہے اور بعضوں نے اس سواری کے متعلق اختلاف کیا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ اس لئے کہ جس سواری کا ذکر ہوا ہے اس کا ایک خاص موقع اور محل ہے۔ لہٰذا وہ ساری روایتیں صحیح ہیں اور ان میں اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ سواری کے متعلق اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ جب جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا عرشِ الٰہی کے سامنے آئیں گی تو اس وقت سواری دوسری ہوگی اور جب بہشت کی جانب روانہ ہوں گی تو اس وقت سواری کوئی اور ہوگی۔ جس روایت میں ذکر ہوا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام ناقہ کی مہار پکڑے ہوں گے اس سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ اس وقت جبرائیل، خدا کے نمائندہ خاص ہوں گے اور بعض روایات میں جہاں خود خدا کے آنے کا ذکر ہے اس سے علماء نے خدا کے مخصوص نمائندے جناب جبرائیل علیہ السلام کو مراد لیا ہے۔

میدان محشر میں ورود کے وقت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا جیسی عورت کے لئے یہی مناسب ہے کہ ان کے مرکب کی مہار حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو اور وہ پر افتخار لہجے میں کہیں "غضوا ابصار کم حتی تجوز فاطمه بنت محمد"، یعنی اپنی آنکھیں بند کرو تا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزریں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اور روایت نقل ہوئی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"بروز قیامت منادی ندا دے گا: اے اہل محشر اپنی آنکھیں بند کر لو فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صراط سے گزر رہی ہیں، اس وقت فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے شیعوں کے ہمراہ صراط سے مثل برق کے گزریں گی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام فرمائیں گے: اے فاطمہ سلام اللہ علیہا جو چاہو خدا سے مانگو۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا رب العزت کی بارگاہ میں عرض کریں گی: خدایا، میرے شیعوں کے گناہوں کو معاف کر دے۔ ندا آئے گی: میں نے تمہارے سارے شیعوں کے گناہوں کو معاف کر دیا۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا دوبارہ کہیں گی: معبود! ہماری اولاد کے شیعوں کو بھی معاف کر دے۔ ندا آئے گی: میں نے ان سب کو معاف کر دیا۔ اے فاطمہ سلام اللہ علیہا اہل محشر کے درمیان جاؤ جو بھی تمہاری پناہ میں آنا چاہے وہ تمہارے ساتھ بہشت میں جائے گا۔ اس وقت سبھی کف افسوس ملتے ہوئے کہیں گے اے کاش میں بھی فاطمی ہوتا۔ اے فاطمہ سلام اللہ علیہا اس دن تمہارے اور علی علیہ السلام کے شیعہ اور تمہاری اولاد کے شیعہ، نہایت سکون کے ساتھ داخل بہشت ہوں گے۔"

جناب جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے ایک طولانی حدیث نقل کی ہے، جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا: "اے جابر! بخدا یہ وہ دن ہوگا جب میری ماں فاطمہ سلام اللہ علیہا اہل محشر میں سے اپنے شیعوں کو اس طرح جدا کریں گی جس طرح پرندہ اچھے دانے کو خراب دانے سے جدا کرتا ہے۔ جوں ہی شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا ان کے ہمراہ در بہشت پر پہونچیں گے، خدا ان کے دلوں میں یہ بات ڈالے گا کہ وہ پلٹ کر نگاہ کریں۔ جب وہ پلٹیں گے تو خطاب الٰہی ہوگا: تم کیوں پلٹے جب

کہ میں نے تو تمہارے لئے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شفاعت قبول کرلی ہے؟ اس وقت وہ کہیں گے: معبود ہم یہ چاہتے ہیں کہ آج شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا کی قدر و منزلت پہچانی جائے۔ خطاب الٰہی ہوگا: اے میرے دوستوں، تم میدان محشر کی طرف واپس جاؤ اور اہل محشر پر نظر کرو جس نے بھی تم سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے محبّ ہونے کی وجہ سے محبت کی، جس نے بھی تم کو فاطمہ سلام اللہ علیہا کے محبّ ہونے کی وجہ سے کھانا کھلایا، جس نے بھی ان کا محبّ ہونے کی وجہ سے تمہیں پانی پلایا یا تمہارے پس پشت تمہارا دفاع کیا، ان کے ہاتھ پکڑو اور داخل بہشت ہو جاؤ۔

اس کے بعد امام علیہ السلام نے فرمایا: ''بخدا میری جدہ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی محبت کی برکت سے کوئی بھی محروم نہیں رہے گا مگر کافر یا منافق یا وہ جو ان کے مرتبے کے بارے میں مشکوک رہا ہو۔''

تفسیر فرات میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنی ذریت اور اپنے شیعوں کے ساتھ داخل بہشت ہوگی اور ان ہی کے بارے میں ہے کہ قیامت کا ہولناک منظر ان لوگوں پر اثر انداز نہ ہوگا ﴿سورہ انبیاء (۲۱):۱۰۳﴾''

یقیناً جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، ان کی ذریت اور ان کے شیعہ رحمت الٰہی کی بناء پر محشر کی وحشت سے محفوظ رہیں گے۔ اسی سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے شیعوں کے حق میں ایک خاص شخصیت کی حامل ہیں۔

عاصمی نے اپنی کتاب ''زین الفتی'' باب اشتراط الساعۃ جناب میں سلمانؓ سے ایک روایت نقل کی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''اے سلمانؓ! اس ذات کی قسم جس نے مجھ کو رسالت کے ساتھ مبعوث فرمایا، قیامت کے دن میں جبرائیل علیہ السلام کا دامن پکڑے ہوں گا، علی علیہ السلام میرے دامن کو، فاطمہ سلام اللہ علیہا، علی علیہ السلام کے دامن کو، حسن علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دامن کو، حسین علیہ السلام، حسن علیہ السلام کے دامن کو، اور ان کے شیعہ ان کے دامن کو، اے سلمانؓ! تم جانتے ہو کہ خدا اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہاں بھیجے گا؟ اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ علی علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا و حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور ان کے شیعوں کو خدا کہاں بھیجے گا؟ اس کے بعد پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: رب کعبہ کی قسم بہشت کی جانب۔ یہ وہ پیمان ہے جس کا وعدہ جبرائیل علیہ السلام نے مِن جانبِ اللہ مجھ سے کیا ہے''

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولایت اور ان سے مودت کا اظہار آپ کی مخصوص زیارت میں ان لفظوں میں ہوا ہے:

''خدایا تو گواہ رہنا کہ میں شیعیان زہرا سلام اللہ علیہا اور ان کے دوستوں میں سے ہوں، ان کی ولایت کا اعتقاد رکھتا ہوں۔''

ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار، اپنے شوہر اور اپنے دونوں فرزندوں کے مذکورہ فضائل میں شریک ہیں، نیز ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو قیامت کے دن کے لئے آپ کے بارے میں بیان ہوئیں اور وہ بشارتیں جو آپ کے شیعوں کے لئے پیغمبر سے منقول ہوئیں، یہ بات معقول نہیں ہے کہ اس عظیم مرتبے پر فائز ہونے والی ولیۃ اللہ نہ ہو۔

مذکورہ باتوں کا استفادہ ان احادیث سے بھی کیا جا سکتا ہے جن میں معصومہ عالم کے فاطمہ سلام اللہ علیہا اور بتول سلام اللہ علیہا نام ہونے کی علت بیان کی گئی ہے۔ کیونکہ اسم فاطمہ سلام اللہ علیہا، اسم خدا سے نکالا گیا ہے اور عرش و جنت پر لکھا ہے "انا الفاطر و هذه فاطمة"

ذخائر العقبیٰ میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ:

"فاطمہ سلام اللہ علیہا سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت کیا کہ کیا تم جانتی ہو کہ تمہارا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا کیوں رکھا گیا؟ علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اس کی وجہ تسمیہ بیان فرمایئے۔ تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ بروز قیامت خداوند عالم، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور اس کے شیعوں کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے گا۔"

مذکورہ روایت کو محبّ الدین طبری نے ذخائر العقبیٰ میں ابن عساکر سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ مسند امام علی رضا علیہ السلام میں یہ حدیث اس طرح ہے:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خداوند عالم نے میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا، اس کے فرزند اور ہر اس شخص کو جو اس کا محبّ ہوگا، آتش جہنم سے محفوظ رکھا ہے اسی وجہ سے اس کا نام فاطمہ سلام اللہ علیہا ہے۔"

مذکورہ علماء کے علاوہ اوروں نے بھی اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ عبیدی مالکی نے عمدة التحقیق میں اور عسقلانی نے مواهب الدّنیہ میں مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"نسائی اور خطیب بغدادی نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ خدا نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام اس لئے فاطمہ سلام اللہ علیہا رکھا کہ خدا انہیں اور ان کے دوستوں کو جہنم کے عذاب سے محفوظ رکھے گا، اور بتول سلام اللہ علیہا اس لئے رکھا کہ ایمان و فضیلت اور حسب و نسب کے لحاظ سے اپنے زمانہ کی ساری عورتوں سے امتیازی حیثیت رکھتی ہیں۔"

اور ابن کثیر نے یہ وجہ تسمیہ بیان کی ہے کہ "آپ سلام اللہ علیہا دنیا سے دور اور خدا سے قریب تھیں۔"

حقیقت یہ ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا ہر نام ایک رمز ہے جس کی تشریح احادیث میں بیان ہوئی ہے، جس کے مطالعے سے معلوم ہوگا کہ آپ سلام اللہ علیہا فاطمہ، بتول، اور عذراء وغیرہ سے کیوں موسوم تھیں۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا اور بتول سلام اللہ علیہا کے ایک ہی معنی ہیں جو ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں اس بات کی حکایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، آپ سلام اللہ علیہا کے فرزند اور آپ سلام اللہ علیہا کے شیعہ قیامت کے دن آتش جہنم سے محفوظ رہیں گے۔

خدا ہم سبھی کو شیعیان فاطمہ سلام اللہ علیہا میں شمار فرمائے۔ آمین۔

گیارہواں موضوع

چودہ معصومین علیہم السلام کی خلقت ایک نور سے ہوئی

تمام انسانوں کے مقابلے میں آل محمد علیہم السلام کی امتیازی خلقت، ان کے مقام ولایت کو ثابت کرتی ہے، کیونکہ یہ امتیازی شان، ولایت کے بلند مقام پر فائز ہوئے بغیر امکان پذیر نہیں ہے اور یہی ان کی افضلیت کی دلیل بھی ہے۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام نے انبیاء اور فرشتوں پر برتری اور فوقیت کا محور اسی کو قرار دیا تھا اور چونکہ اس فضیلت میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہم ردیف ہیں اور اس کی تائید احادیث سے ہوتی ہے، لہٰذا آپ سلام اللہ علیہا بھی ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرح سارے انبیاء اور ملائکہ سے افضل ہوئیں۔ باقی احادیث میں اگر آپ سلام اللہ علیہا کی ولایت کا تذکرہ صراحت سے نہ بھی ہوا ہوتا (حالانکہ صراحت کے ساتھ تذکرہ تو ہو ہی چکا ہے) تب بھی آپ سلام اللہ علیہا کی خلقت کی امتیازی شان، آپ سلام اللہ علیہا کی ولایت اور تمام مخلوقات پر آپ سلام اللہ علیہا کی برتری کی حکایت کرتی ہے۔ اس سلسلے کی احادیث ملاحظہ کیجئے۔

جب مفضل بن عمر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولادت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق سوال کیا تو حضرت علیہ السلام نے آغاز کلام میں فرمایا: نعم (یعنی ہاں! واضح رہے یہ لفظ کسی بات کے آغاز میں بولا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ بولنے والے کے اعتبار سے کوئی اہم بات شروع کی جا رہی ہے)۔

پھر حضرت علیہ السلام نے فرمایا: ''جب جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شادی کی تو مکہ کی عورتوں نے ان سے رابطہ منقطع کر لیا۔ کوئی بھی عورت نہ تو ان کے گھر آتی تھی اور نہ ہی ملاقات کے وقت سلام کرتی تھی، بلکہ دوسری عورتوں کو بھی وہاں جانے سے روکتی تھیں۔ اس طرز عمل سے خدیجہ سلام اللہ علیہا بہت بے چین رہتیں اور وحشت کا احساس کرتی تھیں۔ البتہ ان کی یہ بے چینی اپنی جان کے خوف سے نہیں تھی بلکہ ان خطرات کی وجہ سے تھی جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کو لاحق ہونے والی تھیں۔ جب فاطمہ سلام اللہ علیہا شکم مادر میں تھیں تو آپ سلام اللہ علیہا خدیجہ سلام اللہ علیہا کے لئے مونس تھیں، ان سے گفتگو فرماتی تھیں اور انہیں صبر کی تلقین کرتی تھیں۔ اس بات کو جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخفی رکھا تھا۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوئے تو خدیجہ سلام اللہ علیہا کو کسی سے گفتگو کرتے ہوئے سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا سے دریافت کیا تم کس سے محو گفتگو تھیں؟ خدیجہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی: جو بچہ میرے شکم میں ہے، تنہائی میں وہی میرا مونس ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: خدیجہ سلام اللہ علیہا! مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ یہ دختر ہے اور میرا سلسلہ نسب اسی سے ہے۔ خداوند عالم نے اسی کی نسل سے ائمہ طاہرین علیہم السلام کو میرے بعد روئے زمین پر خلیفہ مقرر کیا ہے۔ فاطمہ سلام اللہ علیہا جب

تک شکم مادر میں رہیں، ماں کی مونس تھیں اور ان سے گفتگو کرتی تھیں۔ جب ولادت کا وقت قریب آیا تو رائج رسم کے مطابق انہوں نے قریش اور بنی ہاشم کی عورتوں کو اس نازک موقع پر مدد کرنے کے لئے کہا مگر انہوں نے جواب دیا کہ چونکہ شادی کے وقت تم نے ہماری بات نہیں سنی اور یتیم آل ابی طالب (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے شادی کر لی، لہٰذا ہم بھی تمہارے کسی جشن میں شریک نہ ہوں گے۔ اس جواب سے خدیجہ سلام اللہ علیہا کے دل پر چوٹ لگی۔ ایسے میں بنی ہاشم کی عورتوں جیسی چار خواتین داخل ہوئیں۔ خدیجہ سلام اللہ علیہا انہیں دیکھ کر گھبرائیں۔ تو ان میں سے ایک عورت نے کہا تم گھبراؤ نہیں، ہم خدا کی طرف سے تمہاری مدد کے لئے بھیجے گئے ہیں۔ میں سارا سلام اللہ علیہا، یہ آسیہ سلام اللہ علیہا بنت مزاحم، یہ مریم سلام اللہ علیہا اور یہ کلثوم سلام اللہ علیہا خواہر موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ان چار عورتوں میں سے ایک خدیجہ سلام اللہ علیہا کے دائیں طرف، دوسری بائیں طرف، تیسری روبرو اور چوتھی سرہانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد فاطمہ سلام اللہ علیہا پاک و پاکیزہ پیدا ہوئیں اور آپ سلام اللہ علیہا کی پیشانی سے ایک ایسا نور ساطع ہوا جس سے سارا مکہ منور ہو گیا۔ اسی وقت دس حوریں آب کوثر سے بھرے ہوئے طشت لئے وارد ہوئیں جس سے انہوں نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو غسل دیا اور پھر سفید خوشبودار کپڑے میں لپیٹا اور قبل اس کے کہ کوئی کچھ کہے فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس طرح گفتگو کا آغاز کیا: میں گواہی دیتی ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے پدر بزرگوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، میرے شوہر سید الاوصیاء اور میرے فرزند پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنے والی نسلوں کے سید و سالار ہیں۔''

بعد ولادت یہی جملے تھے جو سب سے پہلے زبان معصومہ پر جاری ہوئے۔ پھر آپ سلام اللہ علیہا نے ان چار عورتوں کو نام لے لے کر سلام کیا اور انہوں نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے سلام کا جواب دیا۔ اس مبارک موقع پر حوران بہشتی نے ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ جب اس تہنیت کی آواز اہل آسمان نے سنی تو اہل آسمان نے بھی ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔ معصومہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کے وقت آسمان پر ایسا نور ساطع ہوا تھا کہ اس سے پہلے ملائکہ نے اس کا مشاہدہ نہیں کیا تھا۔

وہ عورتیں اس نومولود کو خدمت خدیجہ سلام اللہ علیہا میں لائیں اور عرض کی اے خدیجہ سلام اللہ علیہا اپنی دختر کو لے لیں، کہ اس پر اور اس کی نسل پر خدا کی بے پایاں برکتیں ہیں۔''

یہ سارے امتیازات ایسی ذات کے لئے ہی ہوتے ہیں جو ولی اللہ ہو کیونکہ ولادت کی یہ کیفیت انہیں لوگوں سے مخصوص ہے جو اولیاء خدا ہوں، مقام ولایت پر فائز ہوں اور دوسروں پر خود ان سے زیادہ حق تصرف رکھتے ہوں۔

یہ اس نور سے خلق ہونے کی وجہ سے بھی ہے کہ جس سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی خلقت ہوئی اور اسی نور کی وجہ سے انہیں ملائکہ پر برتری حاصل ہوئی۔ اس بات کی وضاحت خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمائی جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ آپ افضل ہیں یا جبرائیل علیہ السلام؟ فرمایا: میں۔ تو ابن عباس نے پوچھا: کیوں؟ فرمایا: خدا نے مجھے ایسے نور سے خلق کیا ہے جس کی کیفیت سے سوائے خدا کے کوئی آگاہ نہیں ہے، خدا نے

اشارہ کیا اس سے ایک نور خلق ہوا پھر دوسری مرتبہ اشارہ کیا اور اس سے ایک اور نور خلق ہوا پھر وہ دونوں نور ایک دوسرے سے مل گئے کہ پہلے نور سے ہماری ارواح اور دوسرے نور سے ہمارے اجساد عالم وجود میں آئے۔

اسی نور سے خلق ہونے کی وجہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام رحم مادر میں ہی ہر چیز سے باخبر تھے تو پھر یہی امتیاز جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بھی حاصل ہونا چاہئے، کیونکہ مذکورہ فضائل نبوت و امامت سے مخصوص نہیں ہیں بلکہ ان کا ربط ولایت اور اولیٰ بالتصرف ہونے سے ہے، اسی وجہ سے جب جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اس دنیا میں تشریف لائیں تو وہ ہر چیز سے آگاہ تھیں، اس لئے کہ آپ سلام اللہ علیہا کے تکامل کا ربط چھوٹے اور بڑے ہونے سے نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جس طرح ولادت کے وقت دوشِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ''وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقاً وَّ عَدْلاً'' نقش تھا، اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس دنیا میں قدم رکھتے ہی اپنے پدر بزرگوار کی نبوت کی خبر دی حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابھی اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا اور پھر خدا کی وحدانیت اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا۔ آپ سلام اللہ علیہا کے علم میں بچپن سے آخر عمر تک ذرہ برابر فرق نہیں تھا، ہر چیز سے آگاہ اور سارے امور سے باخبر تھیں۔ آپ سلام اللہ علیہا نہ صرف فرشتوں کے نام، حور العین اور اہل بہشت کے نام، اپنے دشمنوں کے نام اور سارے انبیاء کے نام جانتی تھیں بلکہ خلقت کائنات سے قیامت تک کی ہر بات سے واقف تھیں۔ خدا نے آپ سلام اللہ علیہا کو بطن مادر میں اور بعد ولادت وہی علم دیا تھا جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کو عطا کیا تھا، لہٰذا جس طرح حضرت علی علیہ السلام نے وقت ولادت قرآن کی تلاوت فرمائی تھی اسی طرح اگر آپ سلام اللہ علیہا ولادت کے وقت پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی گواہی دیں تو کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہونی چاہئے کیونکہ ان سب کا سرچشمہ ولایت ہے اور اس مبارک نور کا اثر ہے جس سے آپ سلام اللہ علیہا کی خلقت ہوئی تھی اور اس نور کی کیفیت سے سوائے خدا کے کوئی آگاہ نہیں ہے۔ عالم ملکوت کے سارے عالم آئینہ کے مانند اس میں منعکس ہوتے ہیں۔ اسی نور کے متعلق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب خداوند عالم نے اس نور کو خلق کیا تو اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا اور اسی سے میری، علی علیہ السلام اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خلقت ہوئی۔

عمار کہتے ہیں:

''میں نے علی ابن طالب علیہ السلام کو خانہ زہرا سلام اللہ علیہا میں جاتے دیکھا، جب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نظر آپ علیہ السلام پر پڑی تو عرض کی: اے علی علیہ السلام میرے قریب آیئے تاکہ آپ کو ان چیزوں کے بارے میں خبر دوں جو وقوع پذیر ہو چکی ہیں یا جو واقع ہونے والی ہیں، نیز وہ چیزیں جو کبھی واقع نہ ہوں گی۔

عمار کہتے ہیں: میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کو جواب دیئے بغیر واپس آگئے اور میں بھی ساتھ ہو گیا۔ (علی علیہ السلام کا یہ سکوت اور بغیر جواب دیئے پلٹ جانا موضوع کی عظمت اور دوسروں کے سامنے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے مرتبے کو واضح کرتا ہے، ورنہ چودہ معصومین علیہم السلام میں سے ہر ایک دوسرے کے مرتبے سے بخوبی واقف تھا)۔

جیسے ہی علی علیہ السلام، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچے حضرت نے آپ علیہ السلام کو اپنے قریب بلایا اور فرمایا: اے علی علیہ السلام

تم بیان کروگے یا میں۔علی علیہ السلام نے عرض کیا: بہتر ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرماتے۔پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گویا میں تمہارے ساتھ خانہ زہرا سلام اللہ علیہا میں گیا اور اس نے تم سے ایسا ایسا کہا اور تم وہاں سے میرے پاس آ گئے اور معاملے کو تم نے ہم پر چھوڑ دیا۔علی علیہ السلام نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی ہے۔پھر علی علیہ السلام نے دریافت کیا: کیا نور فاطمہ سلام اللہ علیہا ہمارے نور سے ہی ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا: تم نہیں جانتے؟ یہ سن کر علی علیہ السلام نے اپنے کو سجدۂ شکر میں گرادیا۔

(سوال وجواب کے انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف دوسروں کو باخبر کرنے کے لئے تھا، مسئلہ جاننے یا نہ جاننے کا نہیں تھا اور حضرت علی علیہ السلام نے بھی جواب میں نہیں فرمایا کہ میں نہیں جانتا)

عمار کا بیان ہے کہ علی علیہ السلام پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رخصت ہو کر خانہ زہرا سلام اللہ علیہا میں تشریف لائے۔ میں بھی آپ علیہ السلام کے ہمراہ تھا۔فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی: اے علی علیہ السلام! آپ یہاں سے بابا کی خدمت میں گئے اور میں نے جو کچھ کہا تھا اس کے متعلق دریافت کیا۔علی علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں فاطمہ سلام اللہ علیہا ایسا ہی ہے۔پھر فاطمہ سلام اللہ علیہا نے عرض کی: اے ابوالحسن علیہ السلام جب خدا نے میرے نور کو خلق کیا تو یہ خدا کی تسبیح وتہلیل کر رہا تھا، پھر خدا نے اس امانت کو ایک بہشتی درخت کے سپرد کیا، میرے پدر بزرگوار کے بہشت میں آنے تک یہ ضوافشانی کر رہا تھا۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہشت میں آئے تو خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ اس درخت کے میوہ کو تناول فرمائیں، اس وقت میرا نور صلب پدر میں اور پھر رحم خدیجہ سلام اللہ علیہا میں منتقل ہوا اور جو کچھ ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے یا جس کے نہ ہونے کا یقین ہے ان سب سے میں باخبر ہوں، اے ابوالحسن علیہ السلام مومن، خدائی نور سے دیکھتا ہے۔"

یہ حدیث جو ائمہ اطہار علیہم السلام اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خلقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے وہ اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ چودہ معصومین علیہم السلام کا نور ایک تھا اور ہر چیز کا علم اسی نور کی وجہ سے تھا اور یہی وہ نور تھا جس کی کیفیت سے بجز خدا کوئی آگاہ نہیں تھا۔

اس سلسلے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہے کہ:

"خدا نے اپنے نور سے جنت کو خلق کیا پھر اس کو تین حصوں میں تقسیم کیا ایک میرے لئے، دوسرا فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے اور تیسرا علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام کے لئے، جس تک اس کی روشنی پہنچی اسے ولایت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاصل ہو گئی، اور جو اس سے محروم رہا ولایت آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہا۔"

یہ نور ہر شیعہ پر نور افشانی کر رہا ہے "شیعتنا خلقوا من فاضل طینتنا" ہمارے شیعہ ہماری بچی ہوئی مٹی سے خلق کئے گئے ہیں۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذکورہ نور کو "نور وجه الله نور عظمة الله نور الجلال نور الجمال اور نور الکمال" سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے "نور مخزون مکنون فی علم الله" یہ وہ نور ہے جو علم خدا میں ہے۔

جیسا کہ بیان ہوا کہ یہ نور تین حصوں میں مساوی تقسیم ہوا، جس کے ایک حصہ سے محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،

دوسرے سے فاطمہ سلام اللہ علیہا اور تیسرے حصے سے علی علیہ السلام اور اولادعلی علیہم السلام کی خلقت ہوئی۔

نور سے خلق ہونے کی وجہ سے عالم ظل، عالم الست، عالم ارواح، جنین، قبر، برزخ، حشر اور جنت میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن جن خصوصیات کے حامل ہیں وہ ساری خصوصیات حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا، حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی معصوم اولاد علیہم السلام میں بھی موجود ہیں۔اب اگر ولادت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت پورا مکہ منور ہوگیا تھا تو ولادت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے وقت بھی ایسا ہی ہوا کیونکہ دونوں ایک ہی نور تھے اور وہ نور علم وتقویٰ، زہدوصفا اور رحمت وعظمت کا سر چشمہ تھا اور روایتوں میں جو آیا ہے کہ چودہ معصومین علیہم السلام کی خلقت، بشر کی خلقت سے دو ہزار سال یا دس ہزار سال یا سولہ ہزار سال یا بیس ہزار سال قبل ہوئی تھی وہ اصل میں اس بات کی وضاحت تھی کہ ان کی خلقت سب سے پہلے ہوئی تھی اور اسی خصوصیت کی وجہ سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور آپ کی معصوم اولادوں کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی صاحب ولایت کبریٰ تھیں۔

بارہواں موضوع

چودہ معصومین علیہم السلام کی ولایت ایک ہے

بارہواں موضوع بھی گیارہویں موضوع سے مربوط ہے۔ چودہ معصومین علیہم السلام کی ایک جیسی خلقت کا تقاضہ یہ ہے کہ سبھی امور ولایت میں ایک ہی مرتبے پر ہوں اور کسی ایک سے بغض یا محبت یا کسی ایک کے حکم کی اطاعت یا اس سے مخالفت دوسرے سے بغض یا محبت کے مترادف ہو، اس سلسلے میں شیعہ اور سنی دونوں نے بہت سی صحیح احادیث کی روایت کی ہے جن میں سے چند یہ ہیں:

''اخذ الرسول الاکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بید الحسن والحسین فقال من احبنی واحب هذین وأباهما وامهما کان معی فی درجتی یوم القیامة''

''پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر ارشاد فرمایا: جو شخص مجھے اور میرے ان دونوں فرزندوں کو اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھے گا، قیامت کے دن وہ میرا ہم درجہ ہوگا۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہم درجہ ہونا کوئی معمولی بات نہیں ہے، لیکن یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ہم درجہ ہو جائے؟ یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی حضرت علی علیہ السلام کے ہم درجہ ہو جائے؟ غالباً حضرت یہ بتانا چاہ رہے تھے کہ جو مجھے اور میری عترت کو دوست رکھے وہ ولایت پر ایمان لانے والوں کے درجہ پر فائز ہے اور ولایت پر اعتقاد رکھنے میں میرا ہم درجہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ جس طرح قیامت کے دن موحدین اور باایمان افراد کے درجات میں فرق ہوگا اسی طرح ولایت پر ایمان رکھنے والوں کے درجات میں بھی فرق ہوگا۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جائے کہ جس طرح میدان جنگ میں جان دینے والا ہر شخص شہید تو ہے، مگر مرتبے اور مقام معنوی کے لحاظ سے ان میں فرق ہے، اسی طرح سارے موحدین ''درجة التوحید'' میں مساوی اور ہم درجہ ہیں مگر ان ہی موحدین میں انبیاء بھی ہیں اور اوصیاء بھی، علماء بھی ہیں اور شہداء و مخلصین بھی، کہ ان میں مقام و مرتبے کے لحاظ سے بہت فرق ہے، جب کہ موحد ہونے میں ایک دوسرے کے شریک ہیں۔ ''درجة الولایة'' اور ''درجة المحبة'' بھی ''درجة التوحید'' جیسے ہیں۔

مذکورہ حدیث (اخذ الرسول الاکرم ...) کو بہت سے علمائے اہل سنت نے نقل کیا ہے۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے مسند احمد میں، ترمذی نے جامع صحیح میں، خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں، جزری نے اسنی المطالب میں، ابن اثیر نے اسد الغابہ میں، ابوالمظفر نے تذکرہ میں، محب الدین طبری نے ریاض النضرۃ اور ذخائر العقبیٰ

Green Island
Women Wing
(A Project of GIT®)

Awareness, Connection and Empowerment

OUR FACILITIES AND ACTIVITIES

GIWW FACILITY
GYMNAZIUM

GIWW ACTIVITY
BRIDAL PROJECT

GIWW ACTIVITY
EXHIBITION

GIWW ACTIVITY
1 DAY WORKSHOP

GIWW ACTIVITY
VOCATIONAL PRO.

GIWW ACTIVITY
COACHING CLASSES

GIWW ACTIVITY
I.T. COURSES

WHAT WE OFFER

- Cooking
- Mehandi
- Stitching
- Sketching
- Professional Grooming
- Oil Painting
- Gymnazium
- English Language
- Teacher's Training
- Jewellry Making
- Art & Craft
- Boutique Designing
- Under Matric Tuition
- Intermediate Coaching
- B.Com Coaching
- Computer Basic
- Web Designing
- Graphic Designing

GIWW, Ground Floor, Raheen Avenue, Near Pak Night Soldier Bazar #2 Karachi.
Web: www.women.greenislandtrust.org | **FB:** www.facebook.com/giwwpk

Cell:
92 21 321 8290024
92 21 345 8290024

DFS

Landline:
92 21 32429865
92 21 32429866

Devjiani's Freight Services

SEA & Air Cargo Worldwide

Devjiani's Freight Services, a young, dynamic and truly professional transportation management team. Our staff consists of seasoned professionals dedicated to providing the absolute best service at the lowest possible cost.

Email: sajid@dfs.com.pk
Website: www.dfs.com.pk
Address:
DFS, Suite # 3 Ground Floor, M.L. Heights, Off Mirza Kaleej Baig Road, Near Nishtar Park, Karachi (Pakistan)

There is one **Solution** of your all needs is Gi shops

We have Good Variety for Ladies & Gents in Clothes, Slippers, Sandals Wrist Watches, Purse. Electronic & other items is also available

Visit us on
Facebook.com/gishops

FOR REGULAR UPDATE JOIN US ON
0334-3912886

میں، ابن حجر نے تہذیب میں اور ابن حجر ہیثمی نے صواعق محرقہ میں نقل کیا ہے۔

ابن حجر ہیثمی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''حضرت کی معیت کا یہ مطلب نہیں کہ خدا اس کے سامنے سے حجاب اٹھا دے گا اور اس رفع حجاب میں وہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا ہوگا۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے ارشاد الٰہی ہے ﴿فَاُولٰئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَحَسُنَ اُولٰئِكَ رَفِيْقًا﴾ ﴿سورۂ نساء(۴):(۶۹)﴾ یعنی: ایسے لوگ ان (مقبول) بندوں کے ساتھ ہوں گے جنہیں خدا نے اپنی نعمتیں دی ہیں یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اور یہ لوگ کتنے اچھے رفیق ہیں۔''

یہ بات واضح ہے کہ یہ آیت ایک جیسے مرتبے کو نہیں بیان کر رہی ہے، بلکہ یہ بتا رہی ہے کہ سارے اہل ایمان کسب فیض اور رحمت الٰہی کے نزول میں یکساں ہیں، ورنہ مرتبے کے لحاظ سے انبیاء، صدیقین، شہداء، علماء، صالحین، ابرار، اخیار اور مخلصین میں کافی فرق ہے۔ خود پنجتن پاک علیہم السلام کا ہی وہ مرتبہ ہے جس تک کسی کی رسائی نہیں ہوئی۔

علمائے شیعہ و سنی نے اس کے علاوہ اور بھی روایتیں نقل کی ہیں۔ جن میں سے چند یہ ہیں:

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من احب هؤلاء یعنی الحسن والحسین و فاطمة و علياً فقد احبنی و من ابغضهم فقد ابغضنی''

جس نے انہیں یعنی حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام و فاطمہ سلام اللہ علیہا اور علی علیہ السلام کو دوست رکھا، اس نے مجھے دوست رکھا، اور جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بارے میں ارشاد فرمایا: ''...من آذاها فقد آذانی ومن آذانی فقد آذى الله و ذلك قوله تعالى ان الّذين يؤذون الله و رسوله لعنهم الله فى الدنيا والآخرة...''

جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی اور ان ہی لوگوں کے لئے ارشاد الٰہی ہے کہ: وہ لوگ جو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دیتے ہیں ان پر خدا نے دنیا اور آخرت دونوں میں لعنت کی ہے ﴿سورۂ احزاب (۳۳):۵۷﴾

لہٰذا ارشاد پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رو سے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اذیت دینا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے کے مترادف ہے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے متعلق اس حدیث کو اور اس کے ہم معنی درج ذیل احادیث کو شیعہ اور سنی علماء نے صحیح قرار دیا ہے۔

''فاطمة بضعة منى من اغضبها اغضبنى''

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

''فاطمة بضعة منى يوذينى ما آذاها و يغضبنى ما اغضبها''

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے آزار پہنچایا اس نے مجھے آزار پہنچایا اور جس نے اسے غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا۔

"فاطمة بضعة منى يقبضني ما يقبضها و يبسطني ما يبسطها"

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے رنجیدہ کیا اس نے مجھے رنجیدہ کیا جس نے اسے شاد کیا اس نے مجھے شاد کیا۔

"فاطمة بضعة منى يوذيني ما آذاها و ينصبني ما انصبها"

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا ٹکڑا ہے جس نے اسے آزردہ کیا اس نے مجھے آزردہ کیا جس نے اس کے لئے مشکلیں کھڑی کیں اس نے میرے لئے مشکلیں کھڑی کیں۔

شیعہ اور سنی علماء نے اسی کے ہم معنی مختلف الفاظ میں اور بھی احادیث نقل کی ہیں جن میں چند یہ ہیں:

"فاطمة بضعة منى يسعفني ما يسعفها"

"فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا پارہ تن ہے جس نے اس کو ملول کیا اس نے مجھے ملول کیا۔

"فاطمة شجنة منى يبسطني ما يبسطها و يقبضني ما يقبضها"

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرے درختِ وجود کی ایک شاخ ہے جس نے اسے شاد کیا اس نے مجھے شاد کیا اور جس نے اسے آزردہ کیا اس نے مجھے آزردہ کیا۔

"فاطمة مقنعة منى من آذاها فقد آذاني"

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا پارہ تن ہے جس نے اسے اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

"فاطمة مضغة منى يقبضني ما قبضها و يبسطني ما بسطها"

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا پارہ تن ہے جس نے اسے رنجیدہ کیا اس نے مجھے رنجیدہ کیا اور جس نے اسے خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا۔

"فاطمة مضغة منى يَسُرُّنِي ما يَسُرُّها"

فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا پارہ تن ہے جس نے اسے مسرور کیا اس نے مجھے مسرور کیا۔

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی منقبت میں ان احادیث کے نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ سب پر یہ بات واضح ہو جائے کہ ان سے محبت و دوستی یا بغض و دشمنی بالکل پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و دوستی یا بغض و دشمنی ہے اور یہ کسی خاص فرقے سے مخصوص نہیں ہے بلکہ اس کا ربط سارے اسلامی فرقوں سے ہے۔ یہاں میں تیرہویں صدی ہجری تک کے ان علماء کے نام درج کرتا ہوں جنہوں نے حدیث "فاطمة بضعة منى..." کو مختلف الفاظ میں نقل کیا ہے۔

ابن ابی ملیکہ متوفی ۱۱۷ھ، ابن دینار مکی متوفی ۱۲۵ھ، لیث بن سعد مصری متوفی ۱۷۵ھ، ابو محمد بن عیینہ متوفی

۱۹۸ھ، ابونصر بغدادی متوفی ۲۰۵ھ، احمد بن یونس یربوعی متوفی ۲۲۷ھ، حافظ ابوالولید طیالسی متوفی ۲۲۷ھ، ابومعمر ہذلی متوفی ۲۳۶ھ، قتیبہ بن سعید ثقفی متوفی ۲۴۰ھ، عیسی بن حماد مصری متوفی ۲۴۸ھ، امام حنابلہ احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، حافظ ابوعبداللہ (صاحب صحیح) بخاری متوفی ۲۵۶ھ، مسلم (مؤلف صحیح مسلم) متوفی ۲۶۱ھ، حافظ ابوعبداللہ ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، حافظ ابوداؤد سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، حافظ ابوعیسی ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، حکیم ابوعبداللہ ترمذی متوفی ۲۸۵ھ، حافظ ابوعبدالرحمٰن نسائی متوفی ۳۰۳ھ، ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ، حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، حافظ ابونعیم اصفہانی متوفی ۴۳۰ھ، حافظ ابوبکر بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، ابوزکریا خطیب تبریزی متوفی ۵۰۲ھ، حافظ ابومحمد بغوی متوفی ۵۱۰ھ، قاضی ابوالفضل قاضی عیاض متوفی ۵۴۴ھ، اخطب خوارزمی متوفی ۵۶۸ھ، حافظ ابوالقاسم سہیلی متوفی ۵۸۱ھ، ابن ابی الحدید معتزلی متولد ۵۸۶ھ، ابوالفرج ابن جوزی متوفی ۵۹۷ھ، ابن اثیر متوفی ۶۳۰ھ، ابوسالم ابن طلحہ شافعی متوفی ۶۵۲ھ، سبط ابن جوزی حنفی متوفی ۶۵۴ھ، حافظ گنجی شافعی متوفی ۶۵۸ھ، حافظ محبّ الدین طبری متوفی ۶۹۴ھ، حافظ ازدی اندلسی متوفی ۶۹۹ھ، حافظ ذہبی شافعی متوفی ۷۴۸ھ، قاضی ایجی متوفی ۷۵۶ھ، جمال الدین زرندی متوفی بعد از ۷۵۰ھ، ابوالسعادۃ یافعی متوفی ۷۶۸ھ، زین الدین عراقی متوفی ۸۰۶ھ، حافظ نورالدین ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۶ھ، حافظ جلال الدین سیوطی، حافظ ابوالعباس قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ، حافظ قاضی دیار بکری متوفی ۹۶۶ھ، ابن حجر ہیثمی متوفی ۹۷۴ھ، زین الدین مناوی ۱۰۳۱ھ ان کے علاوہ دسویں ہجری سے لے کر آج تک بہت سے علمائے اہل سنت ہیں جنہوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

چونکہ یہ بحث علمائے اہل سنت کے نزدیک بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے اور اسی حدیث سے انہوں نے استدلال کیا ہے کہ جو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے محبت نہ کرے یا انہیں اذیت پہنچائے وہ کافر ہے لہٰذا میں بھی اس کے متعلق اتنا ضرور بیان کروں گا کہ اگرچہ بعض باتیں کسی خاص فرقہ سے مخصوص ہوتی ہیں لیکن بعض ایسی ہیں جو کسی خاص فرقہ سے متعلق نہیں ہیں بلکہ ان کا سبھی اسلامی فرقوں سے ربط ہے۔ شیعہ اور اہل سنت کی کتابوں سے یہ بات واضح ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے محبت و بغض کا ربط کسی خاص فرقہ سے نہیں ہے بلکہ یہ سارے اسلامی فرقوں سے مربوط ہے، اور جس نے بھی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو آزار و اذیت پہنچائی اور آپ اس سے ناراض ہوئیں وہ کافر ہے۔

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان اللہ تبارك و تعالی یغضب لغضب فاطمه و یرضی لرضاھا"

فاطمہ سلام اللہ علیہا کے غضبناک ہونے سے خدا غضبناک ہوتا ہے اور فاطمہ سلام اللہ علیہا کے راضی و خوشنود ہونے سے خدا خوشنود ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

"ان اللہ یغضب لغضبك و یرضی لرضاك"

اے فاطمہ سلام اللہ علیہا تیرے غضبناک ہونے سے خدا غضبناک ہوتا ہے اور تیری رضا سے خدا راضی ہوتا ہے۔

ان دونوں روایتوں کو بہت سے بزرگ علمائے اہل سنت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے جن میں چند یہ ہیں۔ ابوموسیٰ ابن مثنی متوفی ۲۵۲ھ، ابن ابی عاصم متوفی ۲۸۷ھ ابویعلی موصلی متوفی ۳۰۷ھ، حافظ ابوالقاسم طبرانی متوفی ۳۶۰ھ، حافظ ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، حافظ ابوسعد خرگوشی متوفی ۴۰۷ھ، حافظ ابونعیم اصفہانی ۴۰۷ھ، حافظ ابوالقاسم ابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ، ابوالمظفر سبط ابن جوزی متوفی ۶۵۴ھ، حافظ ابوالعباس طبری متوفی ۶۹۴ھ، حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۶ھ، حافظ شہاب الدین ابن حجر ہیثمی متوفی ۹۷۴ھ، حافظ ابوعبداللہ زرقانی مالکی توفی ۱۱۲۲ھ، ابوالعرفان صبان متوفی ۱۲۰۶ھ، بدخشانی صاحب مفتاح النجاۃ متوفی قرن ۱۳۔

اور یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ جس کی رضا، رضائے خدا ہو، جس کا غضب، غضب خدا ہو، جس کی خوشنودی، خوشنودی خدا ہو، جس کی محبت محبت خدا ہو، جس کی دشمنی دشمنی خدا ہو، اور جس کو یہ حقارت سے دیکھیں اس پر خدا حقارت کی نظر کرے اور وہ صاحب ولایت مطلقہ نہ ہو۔

اسی ولایت کے نہ ماننے کا نتیجہ ہے کہ اسلامی فرقوں کے بعض علماء پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہتے ہیں کہ اوروں کی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی برا بھلا کہتے تھے اور وہ غضبناک ہوتے تھے..... اور پھر اس حد تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں جسارت کی کہ یہ کہہ دیا:

"ان الرجل لیهجر"

"یہ شخص تو (نعوذ باللہ) ہذیان کہہ رہا ہے"

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کی عظمت کو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عمر کے آخری لمحے تک بیان کیا اور آپ سلام اللہ علیہا کی محبت کو خدا کی محبت، آپ سلام اللہ علیہا کی اطاعت کو اللہ تعالی کی اطاعت، آپ سلام اللہ علیہا کی رضا کو خدا کی رضا، آپ سلام اللہ علیہا کی مخالفت کو خدا کی مخالفت، آپ سلام اللہ علیہا کی ناراضگی کو خدا کی ناراضگی اور آپ سلام اللہ علیہا کے غضب کو خدا کا غضب قرار دیا کہ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا صاحب ولایت مطلقہ تھیں، اور جو آپ سلام اللہ علیہا کی ولایت پر ایمان نہ رکھے اور آپ سلام اللہ علیہا کی محبت کو اپنے دل میں جگہ نہ دے وہ کافر ہے، اور یہ بات صرف میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ علمائے اہل سنت کی بھی یہی رائے ہے کہ ان میں بعض کی عبارت کا نقل کرنا یقیناً فائدہ مند ہے۔

ابوالقاسم سہیلی متوفی ۵۸۱ھ اپنی کتاب الروض الانف ج ۲ ص ۱۹۶ پر لکھتے ہیں:

"ابولبابہ رفاعہ بن عبدالمنذر جب گناہ کے مرتکب ہوئے اور انہوں نے توبہ کرنی چاہی تو اپنے آپ کو مضبوط رسی سے مسجد کے ایک ستون سے باندھ لیا اور قسم کھائی کہ اسے سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی بھی نہیں کھولے گا، جب قبول توبہ کی آیت (سورۂ توبہ: آیت ۱۰۲) نازل ہوئی تو فاطمہ سلام اللہ علیہا نے اس بند کو کھولنا چاہا۔ اس وقت ابولبابہ نے کہا:

میں نے قسم کھائی ہے کہ سوائے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی بھی اس بند کو نہیں کھولے گا۔ جیسے ہی یہ آواز پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان تک پہنچی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ سلام اللہ علیہا میرا پارۂ تن ہے۔''

یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ جو فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ناسزا کہے وہ کافر ہے اور جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا پر صلوات بھیجی اس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجی۔''

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر صلوات اور آپ سلام اللہ علیہا کی زیارت سے متعلق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی حدیث اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح آپ سلام اللہ علیہا کی بھی مخصوص صلوات اور زیارات ہیں۔ اس روایت کو ابن حجر نے بھی جامع صغیر کی شرح میں نقل کیا ہے۔

زین الدین مناوی مؤلف کتاب کنوز الدقائق اس حدیث کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''ابوالقاسم سہیلی نے حدیث ''فاطمة بضعة منی...'' سے استدلال کیا ہے کہ جو فاطمہ سلام اللہ علیہا کو ناسزا کہے وہ کافر ہے، کیونکہ آپ سلام اللہ علیہا کو برا بھلا کہنا آپ سلام اللہ علیہا سے بغض کی نشاندہی کرتا ہے اور ایسے شخص کو خدا دشمن رکھتا ہے اور جس کو خدا دشمن رکھے وہ یقیناً کافر ہے۔

سُہیلی نے اسی حدیث سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا شیخین سے بھی افضل تھیں۔''

اور شریف سمہودی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''یہ بات واضح ہے کہ صرف فاطمہ سلام اللہ علیہا پارۂ تن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں تھیں بلکہ آپ سلام اللہ علیہا کی اولاد چونکہ پارۂ تن فاطمہ سلام اللہ علیہا ہیں لہٰذا وہ بھی فاطمہ سلام اللہ علیہا کے توسط سے پارۂ تن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب ام الفضل نے خواب میں دیکھا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن کا ایک حصہ ان کی آغوش میں آ گرا تو سوال کیئے جانے پر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی یہ تعبیر فرمائی کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا کے بطن سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو ام الفضل کی آغوش میں پرورش پائے گا۔ آج جہاں کہیں بھی ذریت فاطمہ سلام اللہ علیہا نظر آ رہی ہے وہ سب کے سب بہت سے واسطوں کے باوجود پارۂ تن پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور جو کوئی بھی اس میں غور کرے گا وہ آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کے بجائے احساس محبت کرے گا۔''

ابن حجر لکھتے ہیں:

''فاطمہ سلام اللہ علیہا کو آزار واذیت پہنچانا حرام ہے کیونکہ جو چیزیں انہیں آزار پہنچائیں گی، حدیث کی رو سے وہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھی آزار واذیت کی باعث ہوں گی، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آزار پہنچانا درحقیقت خدا کو آزار پہنچانا ہے۔''

ابن حجر آخر میں یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ: ''ماضی کی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کو اذیت پہنچائی وہ دنیا میں ہی عذاب میں مبتلا ہوا، اور آخرت کا عذاب تو اس سے بھی سخت ہے۔''

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو برا کہنا، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کو برا کہنے کے مترادف ہے کہ جس کا سلسلہ خداوند عالم پر ختم ہوتا ہے۔ جیسا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمایا:

”لا تسبوا علیا من سب علیا سبنی ومن سبنی فقد سب اللّٰہ“

علی علیہ السلام کو برا نہ کہو کیونکہ جس نے اسے برا کہا اس نے مجھے برا کہا اور جس نے مجھے برا کہا اس نے خدا کو برا کہا۔“

”لا تغضبوا علیاً من اغضب علیاً فقد اغضبنی و من اغضبنی فقد اغضب اللّٰہ“

علی علیہ السلام کو غضبناک نہ کرو، کیونکہ جس نے علی علیہ السلام کو غضبناک کیا اس نے مجھے غضبناک کیا اور جس نے مجھے غضبناک کیا اس نے خدا کو غضبناک کیا۔

”ومن احبہ فقد احبنی ومن احبنی احب اللّٰہ...“

جس نے اس (علی علیہ السلام) سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی۔

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت شدہ اس جیسی احادیث شیعہ اور اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہیں جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا امور ولایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی شریک تھیں۔ اسی وجہ سے علماء نے فتویٰ دیا ہے کہ جو شخص پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا حضرت علی علیہ السلام یا جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو برا بھلا کہے وہ واجب القتل ہے، اور علمائے اہل سنت کے نزدیک وہ کافر بھی ہے اور واجب القتل بھی۔

بارالہا بحق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وآل محمد علیہم السلام ہمیں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی نظر عنایت سے محروم نہ فرما، ہمارے قلوب کو نور ولایت سے منور فرما اور آپ سلام اللہ علیہا کی ولایت پر ہماری زندگی کا خاتمہ بخیر فرما۔

تیرہواں موضوع

بہشت میں پنجتن پاک علیہم السلام کا مرتبہ

بہشت میں ان پانچوں کا درجہ ایک ہے، اور اس میں کوئی اور شریک نہیں ہے۔

زید بن ارقم نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

”اے علی علیہ السلام میں، تم اور میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا بہشت کے ایک ہی قصر میں رہیں گے، پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی ﴿اِخوَاناً عَلیٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِینَ﴾ یعنی یہ باہم ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر اس طرح بیٹھے ہوں گے جیسے بھائی بھائی۔“ ﴿سورہ حجر (۱۵): ۴۷﴾

اس روایت کو محبّ الدین طبری نے الریاض النضر ہ میں، ابن مغازلی نے مناقب امیر المومنین علیہ السلام میں، حموینی نے فرائد السمطین میں، ابن کثیر نے وسیلۃ المآل میں، عاصمی نے زین الفتیٰ میں اور احمد بن حنبل نے اپنی مناقب میں نقل کیا ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک اور حدیث مرفوعاً نقل ہوئی ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''بہشت میں ایک درجہ ہے جس کا نام ''الوسیلہ'' ہے لہٰذا میرے سلسلے میں جب تم خدا سے طلب حاجت کرو تو اس مقام ''الوسیلہ'' کے لئے دعا مانگو۔''

اصحاب نے دریافت کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس درجے میں کون آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے گا؟ فرمایا: علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام۔

اس حدیث کو علمائے اہل سنت نے بھی اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے، اور سیوطی نے جامع الکبیر میں حافظ ابن مردویہ سے اس کو نقل کیا ہے۔

ہم شیعیان علی علیہ السلام بھی زیارت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پڑھتے ہیں:

''اَللّٰهُمَّ اَعْطِهِ الدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَآتِهِ الْوَسِيْلَةَ مِنَ الْجَنَّةِ''

جنت کا بلند ترین درجہ ''الوسیلہ'' پنجتن پاک علیہم السلام سے مخصوص ہے۔ کسی بشر کی اس تک رسائی نہیں ہے اور یہ وہ درجہ ہے جو تمام انبیاء، اوصیاء، علماء، اور مخلصین کے درجے سے بلند تر ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں، فاطمہ سلام اللہ علیہا، علی علیہ السلام، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام قیامت کے دن ایک جگہ ہوں گے''

حقیقت یہ ہے کہ پنجتن پاک علیہم السلام ہر مقام و منزلت میں یکساں ہیں خواہ عالم نور ہو یا عالم ذر، عالم اظلہ ہو یا محشر، عوالم سفلی ہو یا علوی، ملکی ہو یا ملکوتی، عالم غیب ہو یا شہود۔

اس حدیث کو احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور حافظ محبّ الدین طبری نے الریاض النضر ہ میں نقل کیا ہے۔

ایک اور حدیث جس کو علمائے اہل سنت نے بڑی اہمیت دی ہے، یہ ہے:

''ایک دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خانۂ علی علیہ السلام میں تشریف لائے۔ اس وقت علی علیہ السلام آرام کر رہے تھے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فاطمہ سلام اللہ علیہا سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: میں، تم، حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام اور یہ شخص جو آرام کر رہا ہے (یعنی علی علیہ السلام) قیامت کے دن ایک جگہ ہوں گے۔

اس روایت کو احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور حافظ ابن عساکر، محبّ الدین طبری، حاکم حسکانی۔۔۔ نے نقل کیا ہے، حاکم نیشاپوری نے اس حدیث کے صحیح ہونے کی تائید کی ہے اور ہم نے بھی سلسلہ سند کی تحقیق کی ہے۔ اس کے صحیح ہونے میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

عبداللہ بن قیس، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام قیامت کے دن اس قبہ میں رہیں گے جو عرش کے نیچے ہے۔''

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وسیلہ اس بلند ترین درجے کا نام ہے جو عظمت الٰہی کا مرکز ہے اور اس تک کسی کا گذر نہیں ہے اور اگر ہے تو صرف پنجتن پاک علیہم السلام کا ہے۔

چودہواں موضوع

بہشت میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ورود کی شان

چودہویں منقبت جس میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اپنے پدر بزرگوار، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی شریک ہیں یہ ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا ناقہ پر سوار داخل بہشت ہوں گی، اور یہ اعزاز اولین وآخرین کی کسی عورت کو نہیں ملا۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور دیگر عورتوں میں بلکہ جمیع صدیقین، علماء، حکماء، اور شہداء میں فرق یہ ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا مرکب پر سوار ہو کر داخل بہشت ہوں گی، جب کہ بقیہ پیادہ وارد بہشت ہوں گے۔

بریدہ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن خدا ناقہ صالح کو زندہ کرے گا اور صالح اور ان پر ایمان لانے والے اس ناقہ کے شیر سے سیراب ہوں گے، لیکن میرے لئے ایک حوض ہے جس کی چوڑائی عدن سے عمان تک ہے اور اس کے ارد گرد ستاروں کے مانند کاسے ہوں گے اور انبیاء مجھ سے پانی طلب کریں گے۔

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: خدا صالح کو ان کے ناقہ کے ساتھ مبعوث کرے گا۔

معاذ نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ ناقہ عضباء پر سوار میدان محشر میں وارد ہوں گے؟ حضرت نے جواب دیا، نہیں، میری مخصوص سواری براق ہے، جو کسی نبی کو نصیب نہیں ہوا اور عضباء تو میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی مخصوص سواری ہے۔۔

اس روایت کو حافظ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے، اور علمائے شیعہ نے بھی اپنی کتابوں میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عضباء اس اونٹ کا نام ہے جس پر سوار ہو کر حضرت علی علیہ السلام، پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نمائندہ بن کر تبلیغ کے لئے جاتے تھے۔ کفار کے سامنے سورۂ برائت (توبہ) کی قرائت کرنے اسی ناقہ پر سوار ہو کر تشریف لے گئے تھے۔

کثیر بن مرّہ حضرمی سے مروی ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے دن میرا ایک حوض ہوگا جس سے میں اور مجھ پر ایمان لانے والے اور انبیاء میں سے جو چاہیں

گے وہ سیراب ہوں گے۔ اس دن صالح کے لئے ناقہ ثمود زندہ کی جائے گی اور صالح اور ان کی قوم میں ان پر ایمان لانے والے اس اونٹنی کے شیر سے سیراب ہوں گے۔ پھر صالح اپنی قبر کے پاس اس ناقہ پر سوار ہوں گے، اور میدان محشر میں آئیں گے۔

معاذ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دن آپ ناقہ عضباء پر سوار ہوں گے؟ فرمایا: نہیں، عضباء تو میری بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا کی سواری ہے اور میری سواری براق ہے جو صرف میرے لئے ہے، اس میں کوئی نبی شریک نہیں ہے۔

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ:

''قیامت کے دن انبیاء چوپایوں پر سوار مبعوث کئے جائیں گے۔ صالح اپنے ناقہ پر سوار مبعوث ہوں گے۔ میں براق پر سوار مبعوث ہوں گا۔ میرے سامنے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دونوں بیٹے حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام دو ناقوں پر سوار مبعوث ہوں گے اور علی علیہ السلام میرے مخصوص ناقہ پر سوار مبعوث ہوگا۔

روایتوں میں جو انبیاء کی سواری کا ذکر ہے وہ بہشت کی عمومی سواریاں ہیں، خود ان کی کوئی مخصوص سواری نہیں ہوگی، صرف پنجتن علیہم السلام ہیں جن کی مخصوص سواری ہوگی اور روایتوں کے مطابق مختلف مقامات سے اس ترتیب سے پنجتن پاک علیہم السلام کا گذر ہوگا کہ سب کے آگے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، آپ سلام اللہ علیہا کی پشت پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پر حضرت علی علیہ السلام، اور ان سب کی پشت پر جناب حسنین علیہما السلام ہوں گے یہاں تک کہ بہشت میں بھی اسی ترتیب سے پنجتن پاک علیہم السلام داخل ہوں گے۔

ابو ہریرہ کی اس روایت کو محبّ الدین طبری نے ذخائر العقبیٰ میں، حاکم نے المستدرک علی الصحیحین میں (اسے نقل کرنے کے بعد حدیث کے صحیح ہونے کی تائید بھی کی ہے)، ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے۔

سیوطی اس حدیث کو ابوالشیخ، حاکم، خطیب اور ابن عساکر سے نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں:

یہ روایت شیعوں کی ان احادیث کی تائید کرتی ہے جو یہ بتاتی ہیں کہ پنجتن کے قافلے میں سب سے آگے فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوں گی۔

حافظ سیوطی نے اپنی کتاب جمع الجوامع میں اسناد و مدراک کے ساتھ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ:

''اول شخص یدخل الجنة فاطمة بنت محمد''

جنت میں داخل ہونے والی سب سے پہلی شخصیت فاطمہ سلام اللہ علیہا بنت محمد ہوں گی۔

اور دوسری حدیث میں ہے:

''ان اول من یدخل الجنة انا وعلی و فاطمه والحسن والحسین''

جنت میں سب سے پہلے میں، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام داخل ہوں گے۔

اس سلسلے میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث کی رو سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی کئی مخصوص سواریاں ہیں جن میں ایک مرکب نور، دوسری مرکب یاقوت اور تیسری مرکب زمرد ہے اور ان ہی سواریوں میں سے ایک عضباء ہے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مختلف مقامات سے مختلف سواریوں میں گزریں گی، محشر میں آنے کی سواری اور ہوگی، بہشت میں داخل ہونے کی سواری کوئی اور۔ اسی وجہ سے روایتوں میں مختلف سواریوں کا ذکر ہے اور یہ ایسی فضیلت ہے جس میں اولین و آخرین کی کوئی بھی عورت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شریک نہیں ہے اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا اس منقبت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شریک ہونا بتاتا ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا صاحب ولایت تھیں، اسی وجہ سے ساری عورتیں میدان محشر میں پا پیادہ ہوں گی جب کہ آپ ولیۃ اللہ ہونے کی وجہ سے اپنی مخصوص سواری پر ہوں گی۔

پندرہواں موضوع

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر صلوات بھیجنے کی فضیلت

جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے ولیۃ اللہ ہونے کی ایک اور دلیل آپ سلام اللہ علیہا پر صلوات اور آپ سلام اللہ علیہا کی زیارت ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، حضرت حسنین علیہما السلام پر صلوات اور ان کی زیارت جیسی ہے۔ یعنی جس طرح دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام پر صلوات بھیجنے کا حکم دیا گیا اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر بھی صلوات بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ آپ سلام اللہ علیہا آیت تطہیر میں شامل اور اہل بیت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہیں اور یقیناً اہل بیت علیہم السلام پر صلوات بھیجنے کی تاکید کی گئی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''مجھ پر دم بریدہ صلوات نہ بھیجو۔''

اصحاب نے دریافت کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دم بریدہ صلوات کون سی ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یعنی مجھ پر تو اللھم صل علی محمد کہہ کر صلوات بھیجو لیکن میری آل کے بارے میں خاموش ہو جاؤ۔ تم اس طرح صلوات بھیجا کرو اللھم صل علی محمد وآل محمد''

یعنی جو صلوات، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، اور حسنین علیہما السلام کو شامل نہ کرتی ہو وہ دم بریدہ صلوات ہے اور خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں قابل قبول نہیں ہے۔ لہٰذا جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان افراد میں سے ہیں جن پر شب و روز ہر با ایمان مسلمان (خواہ شیعہ ہو یا سنی) پنجگانہ نمازوں میں صلوات بھیجتا ہے اور اس سلسلے میں آپ سلام اللہ علیہا یقیناً پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کے ہم رتبہ ہیں اور یہ کوئی معمولی مرتبہ نہیں ہے بلکہ ایک اعلیٰ منصب کی نشاندہی کرتا ہے جو منصب رسالت و امامت کے برابر ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

''اے فاطمہ سلام اللہ علیہا! جس نے تجھ پر صلوات بھیجی خدا اس کے گناہ معاف کر دے گا اور اسے بہشت میں مجھ سے ملائے گا۔''

جیسا کہ اس سے پہلے بھی بیان ہوا ہے کہ احادیث میں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک درجہ میں ہونا، یا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہشت میں ملحق ہونا، یا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہمسایہ ہونے کا ذکر ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ مومنین درجۃ الایمان اور صحیح اعتقاد میں ایک ہیں، ورنہ خود ان کے درجات اور مراتب میں کافی فرق ہے۔

ایک روایت میں پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے فضائل کو یوں بیان فرماتے ہیں:

جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ جب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی روح قبض ہوگی اور انہیں دفن کر دیا جائے گا تو قبر میں دو فرشتے ان سے پوچھیں گے: تمہارا پروردگار کون ہے؟ فرمائیں گی: اللہ میرا پروردگار ہے۔ پھر وہ سوال کریں گے: تمہارا نبی کون ہے؟ جواب دیں گی: میرے بابا۔ اس وقت وہ سوال کریں گے: تمہارا ولی کون ہے؟ فرمائیں گی۔ علی ابن ابی طالب علیہما السلام جو میرے کنارے کھڑے ہیں۔

اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: تم فاطمہ سلام اللہ علیہا کی اور فضیلت بھی سننا چاہتے ہو؟ (شاید پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بتانا چاہ رہے تھے کہ اس کائنات میں صرف فاطمہ سلام اللہ علیہا ہی وہ ہستی ہے جس کا باپ اللہ کا رسول اور شوہر ولی اللہ ہے)

یہ کہہ کر پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خدا نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے فرشتوں کو معین کیا ہے جو اس کی ہر طرف سے حفاظت کرتے ہیں، اور وہ فاطمہ سلام اللہ علیہا، اس کے باپ، اس کے شوہر اور اس کے فرزندوں پر صلوات بھیجتے ہیں۔ (یعنی خدا کے مقرر کردہ فرشتے، رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام پر صلوات بھیجتے وقت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر بھی صلوات بھیجتے ہیں اور اس فضیلت میں بھی آپ سلام اللہ علیہا ان سب کی شریک ہیں)

پھر فرمایا: جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس نے گویا میری زندگی میں میری زیارت کی اور جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی اور جس نے علی علیہ السلام کی زیارت کی اس نے حسنین علیہما السلام کی زیارت کی اور جس نے حسنین علیہما السلام کی ذریت کی زیارت کی اس نے خود حسنین علیہما السلام کی زیارت کی ....

اسی وجہ سے شہر رے (تہران) میں شاہ عبد العظیم کی زیارت، کربلا میں امام حسین علیہ السلام کی زیارت جیسی ہے اور یہ کہ اہل بیت علیہم السلام، خاص طور سے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر صلوات بھیجنا خود پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے کے مترادف ہے۔

اس بات کو علمائے اہل سنت نے بھی تسلیم کیا ہے، چنانچہ سہیلی ''الروض الانف'' (ج ۲: ص ۱۹۶) میں لکھتے ہیں: ومن صلیٰ علیھا فقد صلی علی ابیھا ۔یعنی جس نے فاطمہ سلام اللہ علیہا پر صلوات بھیجی در حقیقت اس نے ان کے باپ پر صلوات بھیجی۔

اس حدیث سے بھی جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا 'ولیۃ اللہ' ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چالیس فضائل

میں نے پندرہ موضوعات میں جو باتیں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے متعلق بیان کی ہیں وہ آپ سلام اللہ علیہا کی ان چالیس فضیلتوں میں بطور خلاصہ آ جاتی ہیں کہ جن میں سے اکثر فضائل وہ ہیں جو ولی اللہ کی خصوصیات میں سے ہیں اور آپ سلام اللہ علیہا کا ان چالیس فضائل میں اپنے پدر بزرگوار، اپنے شوہر اور اپنے فرزندوں کے ساتھ شریک ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا صاحب ولایت تھیں۔

ہم یہاں پر ان چالیس فضائل کو بطور اختصار پیش کر رہے ہیں۔

۱۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خلقت اپنے والد، شوہر اور فرزندوں کی طرح سب سے پہلے ہوئی تھی۔

۲۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خلقت عظمت الٰہی کے نور سے ہوئی تھی، اور یہ نور اس نور کا ثلث ہے جس سے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام کی خلقت ہوئی تھی۔

۳۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خلقت اپنے بابا، اپنے شوہر اور اپنے بیٹوں کی طرح آسمان و زمین، جنت و جہنم، عرش و کرسی، ملائکہ اور جن و انس کی خلقت کا سبب ہوئی، کہ اگر پنجتن پاک علیہم السلام نہ ہوتے تو انبیاء و اولیاء، صدیقین و شہداء، ملک و ملکوت، آسمان و زمین، نور و نار، بہشت و دوزخ اور دیگر مخلوقات کی خلقت نہ ہوتی۔ یعنی اگر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نہ ہوتیں تو نہ آدم علیہ السلام ہوتے اور نہ اولاد آدم، اگر آپ سلام اللہ علیہا نہ ہوتیں تو نہ موسیٰ علیہ السلام کی خلقت ہوتی نہ عیسیٰ علیہ السلام کی، نہ نوح علیہ السلام کی اور نہ ابراہیم علیہ السلام کی، آپ سلام اللہ علیہا نہ ہوتیں تو آج نہ اسلام ہوتا نہ ہی مسلمان۔

۴۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام بھی خدا نے رکھا تھا، جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا کا کسی کام میں کوئی اختیار نہیں تھا، حتی اسم گزاری بھی خدا کے ذمہ تھی۔

۵۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام بھی اسم الٰہی سے مشتق ہے۔

۶۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، اور حسنین علیہما السلام کی طرح آپ سلام اللہ علیہا کے نام سے بھی انبیاء علیہم السلام نے توسل کیا تھا اور آپ سلام اللہ علیہا پر ایمان، نجات کا باعث اور آپ سلام اللہ علیہا پر ایمان نہ لانا ہلاکت کا سبب ہے۔

۷۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام، اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا نام بھی در جنت اور ساق عرش پر لکھا ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ عرش الٰہی پر انبیاء، اوصیاء، مخلصین اور مقرب فرشتوں کے نام تو نہیں لکھے ہیں، مگر پنجتن پاک علیہم السلام کے نام سے وہ مزین ہے۔

۸۔ یمین عرش پر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح آپ سلام اللہ علیہا کا نورانی سایہ ہے اور در جنت پر

آپ سلام اللہ علیہا کی تصویر ہے۔

خداوند عالم نے عوالم علیا کو پنجتن پاک علیہم السلام کے صرف نام سے زینت نہیں بخشی بلکہ ان کی تصویروں سے بھی مزین کیا ہے، اسی وجہ سے جب آدم علیہ السلام نے عرش پر نظر کی تو ان ہی حضرات کے جلال و جمال کا مشاہدہ کیا تھا۔

۹۔ جس طرح ہر مسلمان و مؤمن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور اولاد علی علیہ السلام پر ایمان لاتا ہے اور ان کی اطاعت اور ان سے تمسک کرتا ہے، اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا پر بھی ایمان لاتا ہے اور آپ سلام اللہ علیہا کی اطاعت کرتا ہے۔

۱۰۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی معصوم اور آیت تطہیر میں شامل ہیں۔

۱۱۔ جس امانت کو خدا نے آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا اور انہوں نے اس کو لینے سے انکار کیا اور بشر نے قبول کیا، وہ پنجتن پاک علیہم السلام کی ولایت تھی کہ جن میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولایت بھی تھی۔

۱۲۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی حضرت علی علیہ السلام کے لئے رکن تھیں، اور یہ ایسی فضیلت ہے جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے مخصوص تھی۔

۱۳۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بھی ہر وقت مسجد میں جانے کی اجازت تھی اور آپ سلام اللہ علیہا پاک و پاکیزہ رہتی تھی۔

۱۴۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی مُحدّثہ تھیں اور اس کے باوجود کہ آپ سلام اللہ علیہا منصب امامت پر فائز نہیں تھیں، پھر بھی ملائکہ سے گفتگو فرماتی تھیں۔

۱۵۔ جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شیعیان علی علیہ السلام و آل علی علیہ السلام کو نجات کی بشارت دی، اسی طرح شیعیان و محبان فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بھی عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا مژدہ سنایا اور یہ بات صاحبان ولایت سے مخصوص ہے۔

۱۶۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی قیامت کے دن سواری پر تشریف لائیں گی۔

۱۷۔ قیامت کے دن پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، رحمت الٰہی کے دامن کو پکڑے ہوں گے اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دامن کو جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دامن کو حضرت علی علیہ السلام تھامے ہوئے ہوں گے اور حضرت علی علیہ السلام کے دامن کو گیارہ ائمہ علیہم السلام۔

۱۸۔ بطن مادر میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا سے گفتگو فرماتی تھیں اور انہیں صبر و تحمل کی تلقین کرتی تھیں، کہ یہ خود صاحب ولایت ہونے کی علامت ہے۔

۱۹۔ حضرت علی علیہ السلام اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے بھی اس دنیا میں قدم رکھتے ہی اپنی زبان پر کلمہ شہادتین جاری کیا تھا، کہ یہ بات صاحبان ولایت سے مخصوص ہے۔

۲۰۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی ماضی، حال اور قیامت تک رونما ہونے والے واقعات سے باخبر تھیں۔

۲۱۔ ائمہ اطہار علیہم السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی پاک و پاکیزہ پیدا ہوئی تھیں۔

۲۲۔ ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی ہر روز ایک ماہ اور ہر ماہ ایک سال کے برابر نشو نما پاتی تھیں۔

۲۳۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کے وقت بھی پورا مکہ منور ہو گیا تھا۔

۲۴۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ علیہم السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کے وقت بھی ملائکہ نے ایک دوسرے کو تہنیت پیش کی تھی اور ایسا کیوں نہ ہوتا اس لئے کہ ساری مخلوقات کی خلقت کا سبب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی ہیں کہ جن میں ملائکہ بھی شامل ہیں۔

۲۵۔ اجر رسالت ادا کرنے کے لئے حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی بھی محبت سب پر واجب ہے اور اس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مبرا نہیں تھے۔ خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا: خدا نے مجھے چار لوگوں سے دوستی کرنے کا حکم دیا ہے علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام۔ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان سے دوستی و محبت رشتے کی بنیاد پر نہیں تھی، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی دیگر مومنین کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولایت کا اعتراف کیا تھا۔

۲۶۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جنت کے ''درجۃ الوسیلہ'' میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی جگہ بھی ہوگی۔

۲۷۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی زیر عرش نورانی قبہ میں ہوں گی اور یہ مقام ''درجۃ الوسیلۃ'' سے جدا ہے۔

۲۸۔ جنت میں سب سے پہلے پنجتن پاک علیہم السلام داخل ہوں گے اور ان میں سب سے آگے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ہوں گی۔

۲۹۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا، ان کلمات میں سے ہیں جن کے ذریعہ جناب ابراہیم علیہ السلام کا امتحان ہوا تھا اور وہ کلمات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی علیہ السلام، فاطمہ سلام اللہ علیہا، حسن علیہ السلام اور حسین علیہ السلام ہیں۔

۳۰۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ان لوگوں میں سے ایک ہیں جن کی شان میں آیت مباہلہ نازل ہوئی تھی۔

۳۱۔ شیعہ اور سنی کا اس پر اتفاق ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوستی یا دشمنی، صلح یا جنگ اور اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناسزا کہنے اور اذیت دینے کا جو حکم ہے وہی حکم جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے دوستی و دشمنی کا ہے۔ یعنی جس طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دشمنی کرنے والے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے والے کی سزا قتل ہے یا یہ فعل کفر کا موجب ہے، اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا سے دشمنی کرنے یا آپ سلام اللہ علیہا کو اذیت دینے والے کی سزا بھی قتل ہے اور اس فعل کا مرتکب ہونے والا

کافر ہے۔

۳۲۔ حضرت علی علیہ السلام جن صفات و کمالات کے حامل تھے، ان سبھی میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا شریک تھیں۔ چنانچہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر فاطمہ سلام اللہ علیہا پیدا نہ ہوتی تو علی علیہ السلام کا کوئی کفو نہ ہوتا، اسی طرح اگر علی علیہ السلام خلق نہ ہوتے تو فاطمہ سلام اللہ علیہا کا کوئی مثل و نظیر نہ ہوتا اور یہ انحصار صرف آپ سلام اللہ علیہا کے زمانے تک نہیں تھا۔ لہٰذا اگر جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کے سوا کوئی اور بیان نہ ہوتا تو یہی آپ سلام اللہ علیہا کے ساری مخلوقات سے افضل ہونے کے لئے کافی تھا۔

۳۳۔ علماء اور فقہاء نے فتویٰ دیا ہے کہ جو کوئی پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا علی علیہ السلام سے دشمنی کرے وہ کافر ہے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی اس حکم میں شریک ہیں۔ اب یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی صاحب ولایت نہ ہو اور اس کی دشمنی باعث کفر ہو جائے؟

۳۴۔ جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام سے سارے انبیاء نے توسل کیا، اسی طرح انہوں نے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کو بھی وسیلہ بنایا تھا اور جب بھی کسی نے ان حضرات کو وسیلہ بنایا منزل مقصود تک پہنچا۔

۳۵۔ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شان میں بھی سورۂ دہر نازل ہوا۔

۳۶۔ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی ولادت کے وقت جو عورتیں خدا کی جانب سے آئی تھیں آپ سلام اللہ علیہا انہیں پہچانتی تھیں اور آپ سلام اللہ علیہا نے ہر ایک کا نام لے کر فرمایا "السلام علیك یا سارہ السلام علیك یا مریم ...." جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سلام اللہ علیہا نے انہیں اس سے پہلے دیکھا تھا اور ایسا ہونا بھی چاہئے تھا کیونکہ مقام ولایت کا تقاضا یہی ہے کہ ہر ولی اللہ یا ولیۃ اللہ اپنے شیعوں کو خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر پہچانے۔

۳۷۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح لفظوں میں ارشاد فرمایا: خدا نے ایک مرتبہ زمین پر نظر کی اور اولین و آخرین میں میرا انتخاب کیا، دوسری مرتبہ علی علیہ السلام کا، تیسری مرتبہ ان کی معصوم اولادوں کا اور چوتھی مرتبہ اولین و آخرین کی عورتوں میں فاطمہ سلام اللہ علیہا کا انتخاب کیا۔

پس جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، علی مرتضیٰ علیہ السلام اور حسن علیہ السلام و حسین علیہ السلام مختار ہیں، اسی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا مصطفاۃ، مرتضاۃ، مختارۃ اور خدا کی برگزیدہ ہیں۔

۳۸۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہما السلام کی طرح جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا بھی اپنے شیعوں اور محبوں کی شفاعت کریں گی اور قیامت کے دن آپ سلام اللہ علیہا کی عظمت کسی پر پوشیدہ نہیں رہے گی۔

۳۹۔ قیامت کے دن جس طرح پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، حضرت علی علیہ السلام اور حسنین علیہم السلام کی قدر و منزلت کو خدا بیان کرے گا اسی طرح وہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی عظمت کی معرفت بھی کروائے گا۔

۴۰۔ معتبر روایتوں کے مطابق پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جس طرح انبیاء ومرسلین اور ملائکہ پر برتری حاصل تھی اسی طرح تمام مخلوقات پر خواہ جن ہوں یا انس جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی افضلیت مسلم ہے۔

سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

Trusted Name

Contact:
(+92) 332 472 7211
(+92) 321 364 1896
(+92) 333 724 3616

Pirani's

We Make Your Event Memorable One
We Provide Complete Setup For Wedding, Dinner, Lunch Parties, Picnic, Birthday & Etc

Daily Food Menue

Day	Menu
Monday	Beef Pilao, Chicken/Beef Biryani, Mix Sabzi, Qeema
Tuesday	Beef Pilao, Chicken/Beef Biryani, Chinese Pilao, Chicken Qorma
Wednesday	Curry Khichrri, Beef Pilao, Beef/Chicken Biryani, Chicken Qorma
Thursday	Beef Pilao, Beef/Chicken Biryani, Mix Sabzi, Beef/Chicken Qorma
Friday	Daal Beef/Loki Chawal, White Beef Biryani, Beef Pilao, Chicken Biryani, Chicken Karrahi
Saturday	Beef Pilao, Beef/Chicken Biryani, Beef Haleem, Chicken/White Karrahi
Sunday	Prawn Pilao, Chicken Biryani, Beef Biryani, Chicken Karrahi, Beef Biryani

Deals

Deal	Contents	Price
Lunch Deal - 1	1 Biryani / Pilao (Double) Salaad, Raita, Drink	200/-
Lunch Deal - 2	2 Biryani / Pilao (Double) Salaad, Raita, Drink	350/-
Family Deal	4 Biryani / Pilao (Double) Salaad, Raita, Drink	650/-
VIP Family Deal	10 Biryani / Pilao (Double) Salaad, Raita	1400/-

Home & Office DELIVERY

Shop # 5, Madina Arcade, Opp Nagori Milk Shop, Soldier Bazar # 2, Karachi.

www.piranieventsmanager.com

al-furat
Travel&Tours

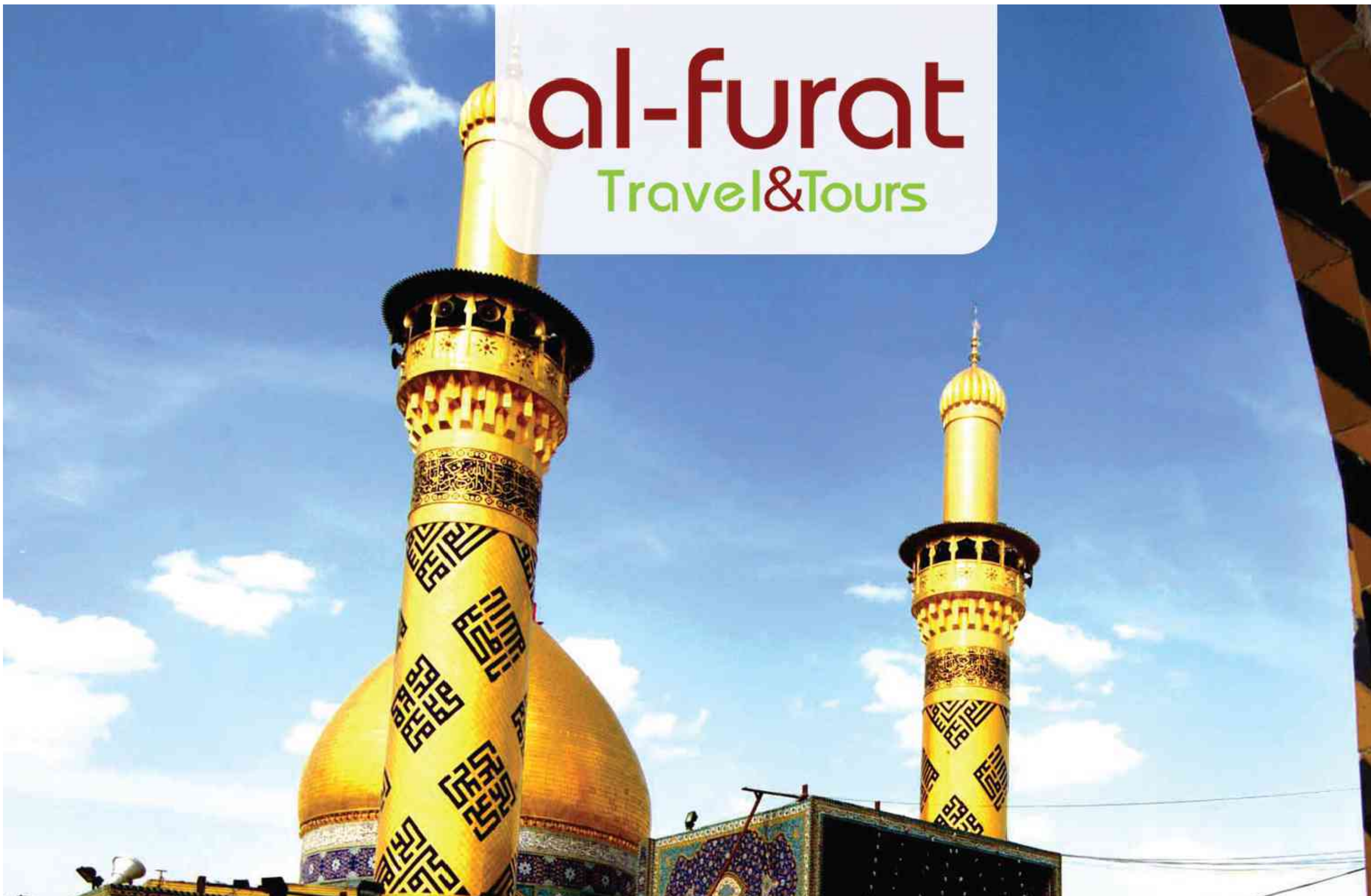

17ربیع الاول نجف میں

DEPARTURE: **15 RABI UL AWWAL**

DAYS: 12

ECONOMY: ~~RS.72000~~ **RS. 68000**

STANDARD: **RS.88000**

"COMING SOON"

UMRAH
PACKAGES
AVAILABE IN

ربیع الاول

العمرة

ANDROID APP ON Google play

0301-8229446-48 | 0321-2309868-78 | 0213-2242246-47

SUITE 3, HANIF MANSION, OPP. NISHTAR PARK,
SOLDIER BAZAR # 3, KARACHI, PAKISTAN

FB: FB/ALFURAT.NET   **WEB:** WWW.ALFURAT.NET